بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ نزل احسن الحدیث القرآن

بیاد

حضرت مولانا سید محمد داود غزنوی رحمہ اللہ

حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ

ہفت روزہ

اہلِ حدیث

لاہور

مرکزی جمعیۃ اہلحدیث پاکستان کا ترجمان

مسلکِ اہلحدیث کا داعی

جلد: 47 | ۱۶ تا ۲۲ ربیع الاوّل ۱۴۳۸ھ 16 تا 22 دسمبر 2016ء | شمارہ نمبر: 48

HEART OF ASIA CONFERENCE

ہارٹ آف ایشیا کانفرنس

مودی اور اشرف غنی کی پاکستان کے خلاف ہرزہ سرائی قابلِ مذمت ہے۔

امیر محترم پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

آپ کی بعثت سے توحید کی کرنیں پھوٹیں اور جہالت کے اندھیرے چھٹ گئے۔



اسلام اور جدید سائنس

موجودہ سائنسی ترقی ہمارے اسلاف کی محنتوں کا ثمر!



اسلامی جمہوریہ پاکستان

اسلام اور پاکستان کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے والے کبھی کامیاب نہیں ہوں گے۔



قرآن و سنت کی روشنی میں



لے پالک کی نسبت.....؟!



حالت حمل میں طلاق.....؟!



زمانۂ دجال میں نمازیں.....؟!



درس قرآن

جناب پروفیسر احمد حماد حفظہ اللہ

معزز کون؟

ارشاد باری ہے: ﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾ (الحجرات: 13)

''اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک نر اور ایک مادہ سے پیدا کیا ہے اور پھر تم کو مختلف قومیں اور خاندان بنا دیا تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو بے شک تم میں سب سے زیادہ معزز اللہ کے نزدیک وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہے۔''

برداری، خاندان اور قوموں کی بنیاد پر انسان نے آج تلواریں نیام سے نکال رکھی ہیں اور معزز و محترم بننے کے دنیاوی اور مادیت پرستانہ اصولوں نے انسان کو اپنے ہی بھائی اور اپنے ہی قبیلہ کے افراد کے سامنے لا کھڑا کیا ہے۔ لیکن اگر انسان اپنے خالق و مالک کی ابدی ہدایت اور کتاب روشن سے رہنمائی لے کر اس دنیا میں زندگی گزارنے کا عزم مصمم کرے تو یہ معاشرہ امن، محبت اور اخوت کی آماجگاہ بن جائے، اس صورت میں وہ جان جائے گا کہ قبائل واقوام اور خاندان و برادری کی تقسیم کا مقصد کیا ہے؟ عزت و توقیر اور احترام و وقار کے ان مصنوعی اصولوں میں سوائے حقوق کی پامالی اور ظلم و ستم کے کچھ نہیں، جبکہ فی الحقیقت معزز و محترم وہ ہے جو اپنے دل میں اللہ کی محبت اور اللہ کا خوف سمیٹے ہوئے ہے اور اپنے اوپر تقوی کا لباس اوڑھے ہوئے ہے:

﴿يَا بَنِي آدَمَ قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَارِي سَوْآتِكُمْ وَرِيشًا وَلِبَاسُ التَّقْوَى ذَلِكَ خَيْرٌ﴾ (الأعراف: 26)

''اے بنی آدم! ہم نے تمہارے لیے لباس پیدا کیا جو تمہاری شرمگاہوں کو چھپاتا ہے اور موجب زینت بھی ہے اور تقوی کا لباس اس سے بھی بڑھ کر ہے۔''

اقوام ماضی نے بھی جب آسمانی اصولوں کو پس پشت ڈالا اور شیطانی شکنجے میں جکڑے گئے تو ذلت و رسوائی اور بدامنی ان کا مقدر ٹھہری، لیکن اگر وہ اللہ کے اصولوں کو اپناتے تو فراوانی نعمت اور خوشحالی سے ہمیشہ لطف اندوز ہوتے:

﴿وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأَدْخَلْنَاهُمْ جَنَّاتِ النَّعِيمِ﴾ (المآئدۃ)

''اگر اہل کتاب ایمان لے آتے اور تقوی اختیار کرتے تو ہم ضرور ان کی برائیاں ان سے دور کر دیتے اور اور ہم انہیں راحت و آرام کی جنتوں میں لے جاتے۔''

اللہ کی معیت کا اعزاز بھی صاحب تقوی کو حاصل ہوگا اور اس اعزاز سے بڑھ کر اور اعزاز کیا ہو سکتا ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ﴾ (النحل)

''یقین مانو! اللہ تعالی پرہیزگاروں اور حسن سلوک اختیار کرنے والوں کے ساتھ ہیں۔''

مسلمانوں کو جان لینا چاہیے کہ تقوی، نیکی اور حسن سلوک ہی اللہ کی رحمت حاصل کرنے کا واحد ذریعہ ہے جبکہ اس کے بغیر دنیا میں بھی ذلت ہے اور آخرت میں بھی ناکامی سے دوچار ہونا پڑے گا۔

درس حدیث

جناب پروفیسر عبدالرحمن لدھیانوی حفظہ اللہ

فتنوں سے اجتناب

[عن أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: كَانَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَالْهَرَمِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ".] (بخاری)

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ ''اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں، عاجزی اور سستی سے، بزدلی اور بہت زیادہ بڑھاپے سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں عذاب قبر سے اور زندگی اور موت کی آزمائشوں سے بھی تیری پناہ کا طلبگار ہوں۔'' (بخاری)

کچھ انسانی کمزوریاں ہیں اگر کوئی انسان ان میں مبتلا ہو جائے تو وہ دنیا و آخرت کی بھلائی سے محروم ہو جاتا ہے۔ اسی بنا پر رسول اللہ ﷺ ان سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے۔

پناہ سے مراد اللہ کی حفاظت میں آنا ہے اور جو اللہ کی حفاظت میں آجائے وہ ہر قسم کی پریشانی سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ ان کمزوریوں میں سے ① ایک کمزوری کسی کام سے عاجز آجانا ہے۔ وسائل کے ہوتے ہوئے بھی کام نہ کرنا اور مقدر کی شکایت کرتے رہنا ناپسندیدہ فعل ہے اسی طرح کاہلی اور سستی بھی انسان کو بے کار بنا دیتی ہے۔ کاہل انسان کو کوئی بھی پسند نہیں کرتا۔ ② بزدلی بھی ایک کمزوری ہے ''بز'' فارسی میں بکری کو کہتے ہیں جو کہ ایک ڈرپوک جانور ہے۔ بزدل یعنی بکری کے دل جیسا جو کہ اپنے سائے سے ڈرتا ہے۔ بزدلی بہادری کی ضد ہے اور یہ کمزوری افراد اور قوموں کی تباہی کا سبب بنتی ہے۔ آپ ﷺ نے بڑھاپے سے بھی اللہ کی پناہ طلب کی ہے۔ ③ اس طرح کہ بڑھاپے میں اعضاء کمزور ہو جاتے ہیں، بینائی اور سماعت بھی متاثر ہو جاتی ہے۔ بڑھاپے میں تنہائی بھی پریشان کرتی ہے تی کہ گھر کے لوگ بھی اس سے تنگ پڑ جاتے ہیں اور وہ موت کے انتظار میں ایڑیاں رگڑتا رہتا ہے۔

ان کمزوریوں کے علاوہ بھی کچھ چیزیں ہیں جن سے رسول اللہ ﷺ نے پناہ طلب فرمائی، ان میں پہلی چیز عذاب قبر ہے۔ قبر کا عذاب برحق ہے اور قیامت کی منزلوں میں سے پہلی منزل قبر ہے۔ قبر میں راحت و آرام بھی ہے اور شدید عذاب بھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قبر جنت کی وادی ہے یا جہنم کا گڑھا ہے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''قبر میں ایسے خطرناک سانپ ہیں کہ ان میں سے اگر کوئی سانپ قبر سے نکل کر زمین پر پھونک مار دے تو پوری زمین جل جائے اس پر کوئی فصل باقی نہ رہے۔ اس کے علاوہ زہریلے بچھو ہوں گے۔'' گنہگار کی قبر اتنی تنگ کر دی جاتی ہے کہ اس کی پسلیاں آپس میں ایک دوسری میں پیوست ہو جاتی ہیں اور نیک انسان کی قبر اس کی حد نگاہ تک فراخ کر دی جاتی ہے۔ لہٰذا آپ ﷺ قبر کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے اور حضور ﷺ زندگی اور موت کی آزمائشوں سے بھی اللہ کی پناہ طلب فرمایا کرتے تھے۔ زندگی ایک آزمائش ہے جس میں کبھی خوشحالی اور کبھی تنگ دستی ہوتی ہے کبھی خوشی اور کبھی غم ہوتے ہیں۔ ہر حال میں اللہ کی رضا پر راضی رہنا چاہیے اور موت کی آزمائش میں بھی اللہ کی رضا طلب کرنی چاہیے۔ ہمیں بھی ان معاملات میں اللہ سے پناہ مانگتے رہنا چاہیے۔

13-12-16

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

یہ حقیقت ہے کہ نبی رحمت ﷺ کی آمد باسعادت تاریخ انسانی بلکہ تخلیق کائنات کا سب سے اہم اور عظیم واقعہ ہے۔ اللہ رب العالمین نے فرمایا کہ ہم نے نبی اکرم ﷺ کو مبعوث کر کے انسانیت پر عظیم احسان کیا ہے تا کہ وہ میری آیات سے اہل ایمان کو آگاہ کرنے کے ساتھ ساتھ تزکیہ نفس کرے اور کتاب وحکمت کی تعلیم سے سرفراز کرے۔ یوں تو اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے اگر انہیں شمار کرنا چاہیں تو انہیں احاطۂ شمار میں نہیں لا سکتے۔ انسان کی پوری زندگی' ضروریاتِ زندگی اور کائنات کے مظاہر اللہ تعالیٰ کے احسانات سے عبارت ہیں۔ ان سب سے بڑھ کر ہادیٔ کائنات ﷺ کو رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث فرمایا۔ آپ کا سب سے اہم اور نمایاں وصف اور ظہور کسی ایک ملک' کسی ایک قوم' کسی ایک نسل ہی کے لیے نہیں بلکہ پوری دنیائے انسانیت کے لیے رحمت ہے اور آپ کی نبوت کا سکہ بھی تا قیامت پوری انسانیت کے لیے چلتا رہے گا۔ حقیقی بات یہ ہے کہ آپ کی بعثت سے ظلم وشرک اور بدعت وگمراہی کی تاریکیاں چھٹ گئیں۔ فسق وفجور کے شیطانی ہتھکنڈے ختم ہو گئے۔ قتل وغارت گری ختم ہوگئی۔ لوگ باہم شیر وشکر ہو گئے۔ عزت وتوقیر اور غیرت وحمیت کے مصنوعی پیمانے بدل گئے۔ بیٹیوں کو زندہ درگور کرنے والے ان کی عزت کے رکھوالے بن گئے۔ الغرض آپ ﷺ کے پیغام اور تعلیمات نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی توحید سے آگاہ کیا اور دنیا کو اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی فیوض وبرکات سے روشناس کرایا۔ آپ کی رحمت کا یہ اعجاز ہے کہ ایک پریشان حال معاشرے کو اس کے عبرتناک انجام سے بچا کر اسے ایک امتیازی' اخلاقی' روحانی' اسلامی اور فلاحی معاشرہ بنا دیا۔

آپ ﷺ' رسول رحمت ہیں۔ آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کو اپنا کر ہی انسان شر سے نجات پا کر خیر کے دامن سے وابستہ ہوسکتا ہے۔ آپ کی رحمت تمام جہانوں کے لیے ہے۔ آپ ﷺ کے تشریف لانے کے وقت کیا حالات تھے اور بعد میں کیا حالات ہو گئے۔ زمانہ گواہ ہے کہ آپ ﷺ کا دامن رحمت پھیلتا ہی رہا۔ جس سے زمانے کے انداز بدل گئے اور خیر وشر کے پیمانے بدل گئے۔ آپ کی رحمت اپنوں کے لیے' بیگانوں کے لیے' فرزانوں کے لیے اور نادانوں کے لیے تھی۔ یہاں تک کہ غرباء' مساکین' بچوں' بوڑھوں' بزرگوں' غلاموں' یتیموں' مزدوروں' غیر مسلموں' حیوانات اور پرندوں کے لیے بھی سراپا رحمت تھے۔ تاریخ عالم نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ دنیا میں کوئی اور شخصیت اتنی رحمت وشفقت لے کر نہیں آئی۔ ایسی صورت حال میں بعض غیر مسلم اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام تلوار سے پھیلا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''جن مسلمانوں سے قتال ہوا ان کو اجازت دی گئی ہے کیونکہ وہ مظلوم تھے اور اللہ تعالیٰ ان کی نصرت وقدرت رکھتا ہے۔ یہ لوگ جو اپنے گھروں سے بلا کسی وجہ کے نکالے گئے ہیں۔ اس لیے کہ انہوں نے اللہ کو اپنا پروردگار مان لیا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ (یہ اجازت دے کہ) بعض لوگوں (دشمنوں) کو بعض لوگوں (مسلمانوں) کے ذریعہ سے روک نہ دیتا تب عیسائیوں کے گرجے' یہودیوں کے معبد' پارسیوں کے مندر' مسلمانوں کی مسجدیں (جن میں اللہ کا نام لیا جاتا ہے) ضرور گرائی جاتیں۔'' (الحج: ۳۹' ۴۰) پھر فرمایا: ''تم اللہ کی راہ میں' ضعیف مردوں' عورتوں اور بچوں کے بچاؤ کے لیے کیوں جنگ نہیں کرتے' حالانکہ وہ دعائیں کر رہے ہیں کہ یا اللہ! ہم کو اس بستی سے نکال جہاں کے باشندے بڑے ظالم ہیں۔'' (النساء: ۷۵)

قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوریؒ لکھتے ہیں کہ ''ان احکام سے واضح ہے کہ اسلام میں جنگ کو اختیار کیا گیا ہے تو نہ ملک گیری کے لیے نہ ہوس حکمرانی کے لیے' بلکہ ضعیفوں' عورتوں' بچوں کو ظالموں کے پنجہ سے رہائی

مدیر اعلیٰ
بشیر انصاری
ایم اے

مجلس ادارت
☆ جناب پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد
☆ جناب پروفیسر عبدالرحمن لدھیانوی

اس شمارہ میں

درس قرآن وحدیث	1
اداریہ	2
احکام ومسائل	4
سورۂ طٰہٰ سے چند سبق اور فوائد.....(خطبہ حرم)	6
نعت رسول مقبول	11
اسوۂ رسول کریم ﷺ	12
کامیاب ترین پیغمبر ﷺ	15
حیات رحمت دو عالم ﷺ	18
مسلمان اور جدید سائنس	20
اسلام اور پاکستان کے خلاف پروپیگنڈا	22
اخبار الجماعہ	24

ادارہ سے جملہ خط کتابت ایڈیٹر کے نام اور ترسیل زر منیجر کے نام ہونی چاہیے

پتہ ہفت روزہ "اہل حدیث" چوک اہل حدیث (المعروف بتی چوک) 106 راوی روڈ لاہور۔ 54000
فون: 042-37720257 فیکس: 042-37725525
E-mail: weeklyahlehadith@yahoo.com

سالانہ زرتعاون بھیجنے کے لیے
میزان بینک برانچ کوڈ: 0211 اکاؤنٹ نمبر: 0100270239

بدل اشتراک
سالانہ 600/- روپے
ششماہی 350/- روپے
بذریعہ وی پی 650/- روپے
بیرونی ممالک سے 6000/- روپے
فی پرچہ 20/- روپے

سینئر پروفیسر ساجد میر نے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے لئے "لیزر پرنٹ ان" شاہ خالد ٹاؤن جی ٹی روڈ شاہدرہ لاہور سے چھپوا کر 106 راوی روڈ لاہور سے جاری کیا۔

دلانے کے لیے جنگ کو اختیار کیا گیا تھا۔ نہ تلوار کا خوف دلا کر کلمۂ اسلام پڑھوانے کے لیے بلکہ یہودیوں' عیسائیوں کے معابد کو حفاظت وحمایت میں مثل مساجد لے کر ان سب کو انہدام سے بچانے کے لیے۔''

کیا کسی اور مذہب کی پاک ترین کتاب سے بھی یہ بیان مل سکتا ہے کہ ادیان مختلفہ کے بچاؤ اور ان کی عبادت گاہوں کے قیام کے واسطے کسی قوم نے جنگ کی ہو؟ اگر نہیں اور ہم کو وثوق کے ساتھ یقین ہے کہ ہرگز نہیں تو سب کو اقرار کرنا پڑے گا کہ یہ رحمۃ للعالمین ﷺ ہی کی رحمت قلبی کا نتیجہ ہے کہ جنگ کا مقصد ایسا مقدس بتایا جس سے آج دنیا کا کوئی مذہب انکار نہیں کر سکتا۔ ایسی ضروری جنگ کے لیے رحمۃ للعالمین ﷺ یہ بھی ضروری ٹھہراتے ہیں کہ الٹی میٹم ایک لمبے وقت کا دیا جائے تا کہ اس عرصہ میں باہمی سمجھوتے کی ایسی صورتیں نکل آئیں جن سے جنگ ٹل بھی جائے۔''

تاریخ شاہد ہے کہ دنیا کے نامور فاتحین نے شہروں اور ملکوں کو فتح کرنے کے بعد وہاں کے رہنے والوں کے ساتھ کس طرح دردناک اور کتنا ذلت آمیز سلوک روا رکھا۔ دوسری طرف مکہ کا فاتح ہے کہ اس کی رحمت کے سمندر نے جوش مارا اور اپنے خون کے پیاسے دشمنوں کو ادنیٰ سی باز پرس کے بغیر عام معافی دے دی۔ ﴿لا تثریب علیکم الیوم﴾ ''آج تم پر کوئی سرزنش نہیں' جاؤ تم سب آزاد ہو۔'' یہاں تک کہ اپنے سب سے بڑے جانی دشمن ابوسفیان کے مکان کو دارالامان قرار دے دیا۔ تاریخ ایسی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ حالانکہ ان میں وہ بھی تھے جو آپ ﷺ کو جادوگر' کاہن اور دیوانہ کہتے تھے۔ وہ بھی تھے جو آپ ﷺ کو گالیاں دیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ پر کوڑا کرکٹ اور نجاست پھینکتے تھے۔ وہ بھی تھے جو آپ ﷺ کے قتل کے منصوبے بناتے تھے۔ وہ بھی تھے جو اسلام کے مٹانے میں بڑا زور لگاتے تھے۔ دشمنوں نے عزیزوں کا خون ناحق کیا۔ ان کے سینے چاک کیے۔ دل وجگر کے ٹکڑے کیے۔ وہ بھی تھے جنہوں نے آپ ﷺ کے ساتھیوں کو تشدد کا نشانہ بنایا۔ دہکتے ہوئے کوئلوں سے جسموں کو زخمی کیا۔ ناک میں نکیل ڈال کر گھسیٹا گیا۔ ایسے سب ظالمانہ سلوک کے باوجود رحمۃ للعالمین ﷺ نے کھلے دل سے معاف کر دیا۔ کائنات میں عفو ودرگزر اور رحمت ورافت کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ نبی اکرم ﷺ تبلیغ کے لیے طائف تشریف لے گئے۔ مشرکین نے پتھر مار کر لہولہان کر دیا۔ آپ ﷺ کے پاس جبریل علیہ السلام کا پیغام لے کر آئے کہ اگر آپ چاہیں تو اس بستی کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے۔ فرماتے ہیں: ''الٰہی ان سے درگزر فرما۔ یہ نہیں مانتے تو ان کی نسلیں مسلمان ہو جائیں گی۔ (ان شاء اللہ)'' رسول رحمت ﷺ کی رحمت' عفو ودرگزر' شفقت ورافت کا کہاں تک تذکرہ کیا جائے۔ اس بحر بے کنار کے لیے تو کئی دفتر درکار ہیں۔ ربیع الاول کا مہینہ آپ ﷺ کی پیدائش ووفات کا مہینہ ہے۔ اسے منانے کی نہیں آپ ﷺ کی سیرتِ طیبہ کو اپنانے کی ضرورت ہے۔ صدیاں گزر گئیں' عہد رسالت' عہد صحابہ' عہد تابعین وتبع تابعین' ائمہ کرام اور عہد محدثین عظام میں عید میلاد النبی منانے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ ضرورت ہے کہ وطن عزیز جو لا الٰہ الا اللہ کے نام پر حاصل کیا گیا تھا یہاں آئین محمدی کی فرمانروائی قائم کی جائے تا کہ ہم مشکلات ومسائل سے نجات پا کر ایک صحیح اسلامی' جمہوری اور فلاحی مملکت کے باسی بن سکیں۔

آخر میں یہ کہنا بہت ضروری سمجھتا ہوں کہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ دل وجان سے محبت وعقیدت مسلمان کے ایمان کا بڑا اثاثہ ہے اور ان کی اتباع محبت کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نبی مکرم ﷺ سے صحیح محبت کرنے اور ان کے ارشادات گرامی پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین!

تیری صورت سے ہے عالم میں بہاروں کو ثبات　　تیری سیرت کے سوا دنیا میں رکھا کیا ہے

مودی اور غنی کی طرف سے پاکستان کے خلاف زہر افشانی قابل مذمت ہے۔ امیر محترم

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان سینیٹر پروفیسر ساجد میر نے کہا ہے کہ ہارٹ آف ایشیا کانفرنس میں مودی اور غنی کی طرف سے پاکستان کے خلاف زہر افشانی قابل مذمت ہے۔ ناانصافی دہشت گردی کی بنیادی جڑ ہے۔ خطے میں قیام امن کے لیے مسئلہ کشمیر کا حل ناگزیر ہے۔ ہارٹ آف ایشیا کانفرنس میں مودی اور غنی کی الزام تراشیوں پر اپنے ردعمل میں ان کا کہنا تھا کہ دہشت گردوں کی سرپرستی خود انڈیا اور افغانستان کر رہا ہے۔ پاکستان تو خود دہشت گردی کا شکار ہے۔ خطے کو بدامنی کے چیلنج کا سامنا ہے جب کہ دہشت گردی کشمیر' پاکستان اور افغانستان سب کے لیے امن اور استحکام کے لئے خطرہ ہے۔ ریاستی اور غیر ریاستی دہشت گردی دونوں کا خاتمہ کرنا ہوگا۔ ریاستی دہشت گردی اور ناانصافی کے نتیجے میں غیر ریاستی دہشت گردی پروان چڑھتی ہے۔ ہمیں مل کر دہشت گردی کے نیٹ ورک کو توڑنا اور سرپرستی کرنے والوں کو روکنا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ دہشت گردی کے نیٹ ورک کو ختم کرنے کے لیے بھرپور عزم کی ضرورت ہے، دہشت گردی سے نمٹنے کے لئے ممالک کے درمیان روابط بڑھانا ہوں گے۔ جب کہ دہشت گردی میں تعاون کرنے والوں کے خلاف لازمی کارروائی کی ضرورت ہے۔ ہارٹ آف ایشیا کانفرنس کا محور صرف افغانستان کیوں ہے؟ مسئلہ کشمیر کو نظر انداز کر کے کسی بھی طرح خطے میں امن قائم نہیں ہو سکتا۔ سرتاج عزیز نے جرأت مندانہ اور تعمیری تقریر کی، روس کی طرف سے پاکستانی موقف کی تائید خوش آئند ہے۔

احکام و مسائل

جناب مولانا حافظ ابو محمد عبدالستار الحماد حفظہ اللہ
مرکز الدراسات الاسلامیہ
سلطان کالونی میاں چنوں یونیورسٹی پاکستان
فون: Mob : 0300-4178626 - 065-2663317
ای میل: Email: markaz.dirasat@gmail.com

لے پالک کی نسبت

سوال میں قطر میں رہائش پذیر ہوں اور میرے ہاں کوئی اولاد نہیں۔ میں اپنے بھائی کا نوزائیدہ بیٹا اپنے ساتھ قطر لے جانا چاہتا ہوں' وہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ اس کے ب فارم اور پاسپورٹ میں اپنی ولدیت لکھاؤں' کیا شرعی طور پر اس میں کوئی قباحت تو نہیں؟

جواب رسول اللہ ﷺ نے سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو اپنا منہ بولا بیٹا بنایا تو لوگ اسے زید بن محمد کہہ کر پکارتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس غلط رسم کی اصلاح فرمائی اور اس کے متعلق قرآن مجید میں ذیل کی آیات نازل ہوئیں: ''اللہ تعالیٰ نے تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارے حقیقی بیٹے نہیں بنایا۔ یہ تو تمہارے منہ کی باتیں ہیں مگر اللہ حقیقی بات کہتا ہے اور وہی صحیح راہ دکھاتا ہے' تم ان (منہ بولے بیٹوں کو) ان کے باپوں کے نام سے پکارا کرو۔'' (الاحزاب:۴'۵)

چنانچہ حدیث میں صراحت ہے کہ جب یہ آیات نازل ہوئیں تو لوگوں نے سیدنا زید رضی اللہ عنہ کو زید بن محمد کی بجائے زید بن حارثہ کہنا شروع کر دیا۔ (صحیح بخاری' التفسیر:۴۷۸۲)

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ ہر شخص کو اس کے حقیقی باپ کی نسبت سے ہی پکارنا چاہیے' لہٰذا سائل کو شرعاً یہ اجازت نہیں کہ نوزائیدہ کا ب فارم یا پاسپورٹ بنانے کے لیے اس کی اصل ولدیت کی بجائے اپنی ولدیت لکھا دے۔ مذکورہ بالا آیت میں جس طرح عام اہل ایمان کو حکم ہے کہ وہ کسی شخص کو اس کے حقیقی باپ ہی کی طرف منسوب کریں' اس کی نسبت کسی دوسرے شخص کی طرف نہ کریں۔ اس طرح یہ بھی حکم ہے کہ کوئی شخص خود بھی اپنے آپ کو اپنے حقیقی باپ کے علاوہ کسی دوسرے شخص یا کسی دوسری قوم کی طرف منسوب نہ کرے کیونکہ ایسا کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ چنانچہ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے دوسرے شخص کو جان بوجھ کر اپنا باپ بنایا وہ کافر ہو گیا اور جو شخص اپنے آپ کو کسی دوسری قوم کا فرد بنائے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنا لے۔'' (بخاری' المناقب:۳۵۰۸)

ہاں اگر کوئی کسی برخوردار کو پیار سے بیٹا یا بیٹی کہہ دے یا کسی کا احترام ملحوظ رکھ کر کسی بزرگ کو باپ یا کسی بزرگ عورت کو ماں کہہ دے تو اس میں کوئی حرج والی بات نہیں۔ حرج اس وقت ہو گا جب کسی کو بیٹا یا بیٹی کہے اور اس کے فرائض اور حقوق بھی اپنے ذمے لے لے۔ جیسا کہ صورت مسئولہ سے معلوم ہوتا ہے اور سائل نومولود کی ولدیت کی بجائے اپنا نام لکھانا چاہتا ہے' یہ اس بات کی علامت ہے کہ وہ اس نومولود کو اپنا حقیقی بیٹا قرار دینا چاہتا ہے' لہٰذا اس اقدام سے گریز کرنا چاہیے۔ واللہ اعلم!

غیر فطرتی دودھ سے رضاعت کا ثبوت

سوال میں عرصہ بیس سال سے شادی شدہ ہوں اور میرے ہاں کوئی اولاد نہیں' میں اپنی بہن کا بیٹا لے کر اس کی پرورش کرنا چاہتی ہوں' آج کل ایسی ادویات دستیاب ہیں جن کے استعمال سے دودھ اتر آتا ہے' کیا ایسا دودھ پلانے سے رضاعت ثابت ہو جاتی ہے؟

جواب کسی دوسرے کا بیٹا اپنی گود میں لینے سے وہ حقیقی بیٹا نہیں بن جاتا اور نہ ایسا کرنے سے کوئی حقیقی ماں یا باپ بن سکتا ہے۔ اسلام نے اس کا حل یہ نکالا ہے کہ جس عورت نے اسے گود لیا ہے وہ اسے دودھ پلا دے۔ ایسا کرنے سے وہ اس کی رضاعی ماں اور اس کا خاوند اس کا رضاعی باپ بن جاتا ہے۔ اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ آئندہ پردے وغیرہ کے احکامات میں کچھ نرمی آ جاتی ہے' لیکن رضاعت کے لیے دو شرطوں کا ہونا ضروری ہے جو حسب ذیل ہیں:

- بچے کو دودھ مدت رضاعت کے اندر اندر پلایا جائے اور مدت رضاعت دو سال ہے' اس کے بعد دودھ پلانے سے رضاعت ثابت نہ ہو گی۔
- دودھ بھی کم از کم پانچ دفعہ پلایا جائے' ایک یا دو دفعہ دودھ پلانے سے رضاعت ثابت نہیں ہو گی' ایک دفعہ پلانے سے مراد یہ ہے کہ بچہ' عورت کی چھاتی کو منہ میں لے اور سیر ہو کر اپنی مرضی سے چھوڑ دے' اس طرح کم از کم پانچ مرتبہ دودھ پلایا جائے۔

صورت مسئولہ میں عورت کا اپنا دودھ نہیں کیونکہ وہ عرصہ بیس سال سے لاولد ہے اور ادویات کے ذریعے اترنے والے دودھ سے کام چلانا چاہتی ہے' اس سلسلہ میں درج ذیل حقیقت کو پیش نظر رکھا جائے:

- زمانہ قدیم میں بھی کچھ درختوں کا چھلکا اور جڑیں ایسی تھیں جن کو چبانے سے عورتوں کو دودھ اتر آتا تھا۔ چنانچہ اس اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے کچھ ادویات تیار کر لی گئی ہیں'

جن کے استعمال سے دودھ اتر آتا ہے' اگر کوئی لاولد عورت اس قسم کی ادویات استعمال کرتی ہے اور اسے اتنا دودھ اتر آتا ہے کہ جس سے بچہ سیر ہو جائے اور اس طرح وہ پانچ مرتبہ غیر فطرتی دودھ پی لے تو اس سے رضاعت ثابت ہو جاتی ہے بشرطیکہ بچہ دو سال کی عمر کے اندر اندر دودھ پیئے۔ لیکن اس قسم کا دودھ پینے سے عورت کا خاوند' اس بچے کا رضاعی باپ نہیں بنے گا کیونکہ اس غیر فطرتی دودھ میں اس کے خاوند کا کوئی حصہ نہیں۔ ہاں حمل کے بعد جو فطرتی دودھ پیدا ہوتا ہے' اگر ایسا دودھ کوئی بچہ نوش کرتا ہے تو خاوند اس بچے کا رضاعی باپ بن جاتا ہے۔ (مغنی ابن قدامہ: ج۱۱' ص۳۲۴)

حالت حمل میں طلاق

سوال میرے دوست نے اپنی بیوی کو بحالت حمل طلاق دی اور اپنی بیوی کو میکے بھیج دیا' جب اس نے بچہ جنم دیا تو اسے واپس لے آیا' پھر اس نے دوسری طلاق دے کر اسے میکے بھیج دیا اور اب وہ صلح کرنا چاہتے ہیں' کیا ایسا ممکن ہے؟

جواب ہمارے ہاں یہ مشہور ہے کہ دوران حمل دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوتی' حالانکہ یہ بات سرے سے غلط ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حاملہ عورت کی عدت بیان فرمائی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اسے رجوع کر لینا چاہیے اگر اس نے طلاق دینی ہے تو اسے چاہیے کہ حالت طہر یا حالت حمل میں طلاق دے۔'' (مسلم' الطلاق: ۳۶۵۲)

صورت مسئولہ میں سائل کے دوست نے اپنی بیوی کو حمل کی حالت میں طلاق دی اور پھر بچہ پیدا ہونے کے بعد اسے اپنے گھر لا کر آباد کر لیا' کیونکہ نکاح وغیرہ نہیں کیا حالانکہ وضع حمل کے بعد عورت کی عدت ختم ہو چکی تھی اور عدت ختم ہوتے ہی اس کا نکاح بھی ختم ہو چکا تھا۔ اسے تجدید نکاح کے بعد اپنے گھر لانا چاہیے تھا۔ لیکن اس نے بلا تجدید نکاح رجوع کیا اور اپنے گھر میں رکھا جو شرعاً ناجائز اور حرام ہے۔ پھر اس نے دوسری طلاق دے کر اسے میکے بھیج دیا' اب وہ دوبارہ رجوع کرنا چاہتا ہے' اس سلسلہ میں ہماری گذارشات حسب ذیل ہیں:

- چونکہ پہلے تجدید نکاح کے بغیر وہ اسے اپنے گھر لے آیا تھا حالانکہ نکاح ختم ہونے کے بعد وہ عورت اس کی بیوی نہ تھی' اس لیے دوسری طلاق دینا لغو اور فضول ہے کیونکہ جب وہ اس کی بیوی ہی نہیں تو وہ طلاق کا محل ہی نہیں۔
- اب نکاح جدید کے ساتھ رجوع ہو سکتا ہے جس کی حسب ذیل چار شرائط ہیں:
 - عورت' اس عقد جدید پر رضا مند ہو
 - حق مہر بھی نیا مقرر کیا جائے۔
 - عورت کا ولی بھی اس کی اجازت دے
 - گواہ بھی موجود ہوں

ان چار شرائط کے ساتھ نکاح جدید سے گھر آباد کیا جا سکتا ہے' چونکہ وہ عورت' اس کے گھر رہی ہے' اس لیے تجدید نکاح کے لیے اس بات کا معلوم کرنا بھی ضروری ہے کہ اس کا رحم خالی ہے' اگر حمل ہے تو وضع حمل کے بعد نکاح ہو سکے گا۔ واللہ اعلم!

زمانہ دجال میں نمازیں

سوال ایک حدیث میں ہم نے پڑھا ہے کہ دجال کی آمد کے وقت پہلا دن ایک سال کا ہوگا جب دن ایک سال کا ہوگا تو نمازیں کس حساب سے ادا کی جائیں گی؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کی وضاحت کریں۔

جواب دجال کے متعلق جب رسول اللہ ﷺ نے وضاحت فرمائی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا کہ وہ زمین میں کتنی مدت ٹھہرے گا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ چالیس دن ٹھہرے گا' پہلا دن سال کی طرح' دوسرا دن مہینے کی طرح اور تیسرا دن سات دن کے برابر ہوگا۔'' باقی ایام دیگر ایام کی طرح ہوں گے۔ (مسلم' الفتن: ۷۳۷۳)

اس کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وہی سوال کیا جو سائل نے کیا ہے' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا وہ دن جو سال کے برابر ہوگا تو کیا اس میں ایک دن نماز پڑھنا کافی ہوگا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں' بلکہ تم' اس کے لیے نمازوں کا اندازہ کر لینا۔'' (مسلم' حوالہ مذکور)

اس کا مطلب یہ ہے کہ دو نمازوں کے درمیان جو دورانیہ ہے' اس کے مطابق ہم حساب کر کے نمازیں پڑھیں گے چونکہ ہماری نمازوں کے دائمی اوقات چھپے ہوئے ہیں' ہم ان کے حساب سے نمازیں پڑھتے رہیں گے۔ صرف اس دن پانچ نمازیں کافی نہیں ہوں گی۔ واللہ اعلم!

سورۂ طٰہٰ سے چند سبق اور فوائد

امام مسجد الحرام
فضیلۃ الشیخ
ڈاکٹر صالح آل طالب
حفظہ اللہ

مترجم: جناب محمد عاطف الیاس — نظرثانی: جناب حافظ یوسف سراج — تاریخ: 25 صفر 1438ھ/ 25 نومبر 2016ء

حمد وثناء کے بعد:

لوگو! میں خود کو اور آپ سب کو اللہ سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہوں۔ درحقیقت تقویٰ ہی مشکلات سے نکلنے کے لیے بہترین ذخیرہ ہے، مصیبتوں سے نجات کا بہترین ذریعہ ہے۔ اسی سے روح پرسکون اور مانوس ہو جاتی ہے۔ اسی کی بدولت انسان پر صبر وسکینت نازل ہوتی ہے۔ یہی طاقت اور ایمانی قوت کا شاندار ذریعہ ہے۔ آسمانوں کو چھونے والی بلندی حاصل کرنے کا بھی یہی بہترین نسخہ ہے۔ اسی کے ذریعے پھسلتے پاؤں جم جاتے ہیں اور فتنوں میں دل ثابت ہو جاتے ہیں۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ٹھیک بات کیا کرو۔ اللہ تمہارے اعمال درست کر دے گا اور تمہارے قصوروں سے درگزر فرمائے گا۔ جو شخص اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرے تو اُس نے بڑی کامیابی حاصل کی'' (احزاب)

اے مسلمانو! اللہ کی کتاب میں ایک عظیم سورت ہے جو اس وقت نازل ہوئی جب رسول مکرم ﷺ مکہ مکرمہ کی گھاٹیوں میں سخت ترین زندگی گزار رہے تھے۔ اس وقت تک آپ ﷺ کے ساتھ صرف چند لوگوں نے اسلام قبول کیا تھا۔

امام بخاریؒ نے سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے سورہ بنی اسرائیل، سورہ کہف، سورہ مریم اور سورہ طٰہٰ کے متعلق فرمایا: ''یہ قدیم ترین سورتیں ہیں اور انہیں میں نے خوب یاد کر رکھا ہے۔''

یعنی انہیں اچھی طرح یاد رکھنا چاہیے اور خوب دھراتے رہنا چاہیے۔

وہ سورت کہ جس کے متعلق میں آج بیان کرنے لگا ہوں، سورت طٰہٰ ہے۔ اس کا ذکر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کے مشہور واقعہ میں بھی آتا ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسے اپنی بہن فاطمہ کے گھر اسے پہلی مرتبہ پڑھا تھا۔

یہ ایک عظیم سورت ہے اور اسے اس لیے نازل کیا گیا تھا کہ دعوت کے کام میں نبی اکرم ﷺ کی معاونت بنے اور آپ ﷺ ثابت قدم ہو جائیں۔

یہ سورت اس وقت نازل ہوئی تھی جب رسول اللہ ﷺ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ انتہائی کمزوری اور بے بسی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ آپ ﷺ کے ساتھیوں کو بے جا اذیتیں دی جاتیں تھیں۔ مشرکین مکہ رسول اللہ ﷺ کو جھٹلاتے اور شدید اذیت دیتے۔ کہتے تھے: جادوگر ہے۔ پاگل ہے۔ ان ہی دنوں میں اللہ تعالیٰ نبی اکرم ﷺ کو دعوت پہنچانے کا حکم دے رہے تھے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

''اے اوڑھ لپیٹ کر لیٹنے والے! اٹھو اور خبردار کرو۔''

حال یہ تھا کہ فارس اور روم جیسی بڑی کافر ریاستیں خطے کو مکمل طور پر گھیرے ہوئے تھیں۔

اس وقت نہ جنگ بدر ہوئی تھی اور نہ فتح مکہ اور نہ قبیلے جوق در جوق اسلام قبول کرنے ہی آئے تھے۔ اس وقت افق پر امید کی کوئی کرن بھی دکھائی نہیں دیتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کو بھی کچھ خبر نہ تھی کہ غیب کے علم نے ان سے کیا چھپا رکھا ہے۔ یہ بھی نہ جانتے تھے کہ اس دعوت کا انجام کیا ہونے والا ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا تھا۔ آپ ﷺ کی قوم آپ ﷺ کو جھٹلاتی تھی جبکہ آپ سچے اور امین تھے۔ بھلا سچے انسان کے لیے اس سے سخت بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ اس کے قریبی لوگ اسے جھوٹا کہنے لگیں۔

آپ ﷺ انسان تھے۔ انہیں بھی رنج اور پریشانی لاحق ہوتی تھی۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

''اے محمدؐ! ہمیں معلوم ہے کہ جو باتیں یہ لوگ بناتے ہیں ان سے تمہیں رنج ہوتا ہے، لیکن یہ لوگ تمہیں نہیں جھٹلاتے بلکہ یہ ظالم دراصل اللہ کی آیات کا انکار کر رہے ہیں'' (انعام)

اسی طرح فرمایا:

''ہمیں معلوم ہے کہ جو باتیں یہ لوگ تم پر بناتے ہیں ان سے تمہارے دل کو سخت کوفت ہوتی ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرو، اس کی جناب میں سجدہ بجا لاؤ۔ اور اُس آخری گھڑی تک اپنے رب کی بندگی کرتے رہو جس کا آنا یقینی ہے۔'' (حجر)

یہ سورت اس وقت نازل ہوئی تھی جب رسول اللہ ﷺ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ انتہائی کمزوری اور بے بسی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ آپ ﷺ کے ساتھیوں کو بے جا اذیتیں دی جاتیں تھیں۔

ان ہی حالات میں سورت طٰہٰ نازل ہوتی ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

''طٰہٰ۔ ہم نے یہ قرآن تم پر اس لیے نازل نہیں کیا کہ تم مصیبت میں پڑ جاؤ۔ یہ تو ایک یاد دہانی ہے ہر اس شخص کے لیے جو ڈرے۔ نازل کیا گیا ہے اُس ذات کی طرف سے جس نے پیدا کیا ہے زمین کو اور بلند آسمانوں کو۔ وہ رحمان (کائنات کے) تخت سلطنت پر جلوہ فرما ہے۔ مالک ہے اُن سب چیزوں کا جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور جو زمین و آسمان کے درمیان ہیں اور جو ان چیزوں کا بھی مٹی کے نیچے ہیں۔ تم چاہے اپنی بات پکار کر کہو، وہ تو چپکے سے کہی ہوئی بات بلکہ اس سے مخفی تر بات بھی جانتا ہے۔ وہ اللہ ہے، اس کے سوا کوئی خدا نہیں، اس کے لیے بہترین نام ہیں۔ اور تمہیں کچھ موسیٰؑ کی خبر بھی پہنچی ہے؟'' (طٰہٰ)

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو

شاندار داعی کا نمونے بنا کر پیش کیا ہے۔ آپ بلند ہمت رسولوں میں سے تھے۔ بعض علماء نے اس سورت کا نام ''کلیم اللہ کی سورت'' بھی رکھا ہے۔

سیدنا موسیٰ نے بنی اسرائیل کے ساتھ بڑی محبت کی۔ ان کی اذیتیں بھی خوب جھیلیں۔ وہ بنی اسرائیل ہی تو تھے کہ جنہیں آپ ﷺ نے دیکھا تھا کہ یہ تعداد میں اتنے زیادہ ہیں کہ سارے افق پر چھا گئے ہیں۔ آپ ایک عظیم نبی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو اسی طرح چنا تھا جس طرح محمد رسول اللہ ﷺ کو چنا۔ ان کی محبت لوگوں کے دلوں میں اسی طرح بٹھا دی تھی جس طرح آپ ﷺ کی محبت دلوں میں ڈال دی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی اپنی نگہبانی میں اسی طرح تیار فرمایا تھا جس طرح آپ ﷺ کو اپنی نگہبانی میں تیار فرمایا۔ فرمان الٰہی ہے:

''میں نے اپنی طرف سے تجھ پر محبت طاری کر دی اور ایسا انتظام کیا کہ تو میری نگرانی میں پالا جائے۔'' (طٰہٰ)

اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں دو مثالیں دی ہیں:

پہلی مثال سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی ہے جو کہ عزیمت اور دعوت کا ایک شاندار نمونہ تھے۔ فرمان الٰہی ہے:

''پس اے نبیؐ! صبر کرو جس طرح بلند ہمت نے صبر کیا ہے۔'' (احقاف)

دوسری مثال آدم کی ہے۔ وہ باپ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا اور اپنے فرشتوں کو انہیں سجدہ کرنے کو کہا۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

''ہم نے اِس سے پہلے آدمؑ کو ایک حکم دیا تھا، مگر وہ بھول گیا اور ہم نے اُس میں عزم نہ پایا۔'' (طٰہٰ)

اللہ تعالیٰ نے انہیں اسی طرح چنا تھا جس طرح سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو چنا تھا۔ فرمان الٰہی ہے:

''پھر اُس کے رب نے اُسے برگزیدہ کیا اور اس کی توبہ قبول کر لی اور اسے ہدایت بخشی۔'' (طٰہٰ)

یہ وہی دو نبی ہیں کہ جنہوں نے آپس میں بحث کی تھی اور حضرت آدم بحث میں غالب آ گئے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو منتخب کیا اور فرمایا:

''اور میں نے تجھ کو چُن لیا ہے، سُن جو کچھ وحی کیا جاتا ہے۔ میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی خدا نہیں، پس تو میری بندگی کر اور میری یاد کے لیے نماز قائم کر۔'' (طٰہٰ)

اللہ تعالیٰ نے انہیں دو عظیم عبادتوں کا حکم دیا۔ توحید کا اور نماز کا۔ فرمایا:

''میری بندگی کر اور میری یاد کے لیے نماز قائم کر۔'' (طٰہٰ)

یعنی جو بھی دعوت' توحید اور نماز کی بنیاد پر قائم ہوگی وہ نبیوں کی دعوت کے عین مطابق ہوگی۔ فرمان الٰہی ہے:

''تم ان سے صاف کہہ دو کہ میرا راستہ تو یہ ہے کہ میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں، میں خود بھی پوری روشنی میں اپنا راستہ دیکھ رہا ہوں اور میرے ساتھی بھی، اللہ پاک ہے اور شرک کرنے والوں سے میرا کوئی واسطہ نہیں۔'' (یوسف)

یہ سورت کہتی ہے کہ اللہ کی طرف دعوت دینے والے کے لیے لازم ہے کہ وہ کشادہ دل اور لوگوں کو سہارا دینے والا ہو۔ اسے اللہ تعالیٰ کی توفیق اور عنایت کی بھی شدید ضرورت ہے۔ اسے ایسی زبان چاہیے کہ جس کے ذریعے اللہ کا پیغام پہنچ سکے۔

یہ سورت نبی اکرم ﷺ کو بتا رہی تھی کہ دعوت کی اور دعوت دینے والے کی تائید اللہ تعالیٰ اپنی واضح نشانیوں اور دلیلوں سے کرتا ہے جب وہ دعوت کی راہ پر چل پڑے۔ اللہ تعالیٰ اس کی مشکلات آسان فرما دیتا ہے، اس کے سامنے دروازے کھول دیتا ہے اور اسے ایسی عنایتیں نصیب فرماتا ہے کہ جو کسی کے وہم وگمان میں بھی نہیں ہوتیں۔ ایسی عنایتیں کہ جو بے جان چھڑی کو سانپ کا سا بنا دیتی ہیں۔ فرمان الٰہی ہے:

''اور ذرا اپنا ہاتھ اپنی بغل میں دبا، چمکتا ہوا نکلے گا بغیر کسی تکلیف کے یہ دوسری نشانی ہے۔'' (طٰہٰ)

یہ سورت کہتی ہے کہ اللہ کی طرف دعوت دینے والے کے لیے لازم ہے کہ وہ کشادہ دل اور لوگوں کو سہارا دینے والا ہو۔ اسے اللہ تعالیٰ کی توفیق اور عنایت کی بھی شدید ضرورت ہے۔ اسے ایسی زبان چاہیے کہ جس کے ذریعے اللہ کا پیغام پہنچ سکے۔ یہ زبان قلم اور اخبار کی شکل میں بھی ہو سکتی ہے اور ٹی وی کی شکل میں بھی۔ داعی کو تائید کرنے والوں کی بھی ضرورت ہوتی ہے اور سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ رابطہ مضبوط رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

یہ درحقیقت داعی کے اوزار ہیں۔ سنیے حضرت موسیٰ کی وہ فرمائشیں جو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے کی تھیں۔ فرمایا:

''موسیٰ نے عرض کیا: پروردگار! میرا سینہ کھول دے۔ میرے کام کو میرے لیے آسان کر دے۔ میری زبان کی گرہ سُلجھا دے۔ تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں۔ اور میرے لیے میرے اپنے کنبے سے ایک وزیر مقرر کر دے۔ ہارونؑ، جو میرا بھائی ہے۔ اُس کے ذریعہ سے میرا ہاتھ مضبُوط کر اور اس کو میرے کام میں شریک کر دے۔ تاکہ ہم خوب تیری پاکی بیان کریں اور خوب تیرا چرچا کریں۔ تو ہمیشہ ہمارے حال پر نگران رہا ہے۔ فرمایا: دیا گیا جو تو نے مانگا اے موسیٰ!'' (طٰہٰ)

یہ سورت کہتی ہے: دعوت کی بنیاد نرمی اور شفقت ہے چاہے مخاطب سب سے بڑا سرکش ہی کیوں نہ ہو۔ فرمان الٰہی ہے:

''جا، تُو اور تیرا بھائی میری نشانیوں کے ساتھ اور دیکھو، تم میری یاد میں تقصیر نہ کرنا۔ جاؤ تم دونوں فرعون کے پاس کہ وہ سرکش ہو گیا ہے۔ اس سے نرمی کے ساتھ بات کرنا، شاید کہ وہ نصیحت قبول کرے یا ڈر جائے۔'' (طٰہٰ)

وہب بن مُنبّہ فرماتے ہیں:

''اسے کہو! میری معافی اور مغفرت میرے غصے اور میری سزا پر غالب ہے۔''

بزرگوں کا فرمان ہے: ''اسے کہو: اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں۔'' یعنی نرمی اور شفقت صرف کہنے اور دعوت پیش کرنے کے طریقے میں ہونی چاہیے نہ کہ دعوت کے مضمون میں۔

ہمارے نبی محمد ﷺ نے بھی اسی نصیحت پر عمل فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان کے متعلق فرماتا ہے:

''(اے پیغمبرؐ) یہ اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ تم ان لوگوں کے لیے بہت نرم مزاج واقع ہوئے ہو ورنہ اگر کہیں تم تند خو اور سنگ دل ہوتے تو یہ سب تمہارے گرد و پیش سے چھٹ جاتے، ان کے قصور

معاف کر دو، اِن کے حق میں دعائے مغفرت کرو، اور دین کے کام میں ان کو بھی شریک مشورہ رکھو، پھر جب تمہارا عزم کسی رائے پر مستحکم ہو جائے تو اللہ پر بھروسہ کرو۔" (آل عمران)

اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے ان پر سورت کافرون بھی نازل فرمائی۔

یہ سورت کہتی ہے کہ اللہ کی طرف بلانے والوں کو چاہیے کہ وہ اکٹھے ہو جائیں، کیونکہ ان کی باہم مشترکہ چیزیں اختلاف والی چیزوں سے زیادہ ہیں۔ ان کی کتاب ایک ہے۔ ان کا نبی ایک ہے۔ ان کا مقصد ایک ہے اور اگر اہل باطل ایک دوسرے کو مدد کے لیے پکار سکتے ہیں تو حق والوں کا زیادہ حق بنتا ہے کہ وہ ایک دوسرے کی مدد کریں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے جادوگروں کے متعلق بیان فرمایا ہے، فرمایا:

"اپنی ساری تدبیریں آج اکٹھی کر لو اور متحد ہو کر میدان میں آؤ بس یہ سمجھ لو کہ آج جو غالب رہا وہی جیت گیا۔" (طٰہٰ)

ہارون نے لوگوں کو بچھڑے کی پوجا سے روکنے کے بعد اجتماعیت اور ان کے اتحاد کو ترجیح دی۔ فرمایا:

"ہارونؑ (موسیٰؑ کے آنے سے) پہلے ہی ان سے کہہ چکا تھا کہ لوگو! تم اِس کی وجہ سے فتنے میں پڑ گئے ہو، تمہارا رب تو رحمٰن ہے، پس تم میری پیروی کرو اور میری بات مانو۔" (طٰہٰ)

سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے ان کا یہ عذر سن کر انہیں معاف بھی کر دیا۔ فرمان الٰہی ہے:

"مجھے اِس بات کا ڈر تھا کہ تو آ کر کہے گا تم نے بنی اسرائیل میں پھوٹ ڈال دی اور میری بات کا پاس نہ کیا۔" (طٰہٰ)

یہ سورت کہتی ہے کہ اللہ کی طرف بلانے والے کو ڈرنا نہیں چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نصیحت سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی سیدنا ہارون علیہ السلام کو سورت کے آغاز میں فرمائی:

"دونوں نے عرض کیا پروردگار! ہمیں اندیشہ ہے کہ وہ ہم پر زیادتی کرے گا یا پل پڑے گا۔ فرمایا: ڈرو مت، میں تمہارے ساتھ ہوں، سب کچھ سُن رہا ہوں اور دیکھ رہا ہوں۔" (طٰہٰ)

پھر اسی نصیحت کو دہرایا۔ ایک مرتبہ اس وقت کہ جب موسیٰ جادوگروں کے مقابلے میں تھے اور جادوگروں نے اپنی لاٹھیاں اور رسیاں پھینک دی تھیں۔ فرمایا:

"موسیٰ اپنے دل میں ڈر گیا۔ ہم نے کہا: مت ڈر، تو ہی غالب رہے گا۔ پھینک جو کچھ تیرے ہاتھ میں ہے، ابھی اِن کی ساری بناوٹی چیزوں کو نگلے جاتا ہے یہ جو کچھ بنا کر لائے ہیں یہ تو جادوگر کا فریب ہے۔" (طٰہٰ)

اسی طرح۔۔۔ فرمان الٰہی ہے:

"یہ جو کچھ بنا کر لائے ہیں یہ تو جادوگر کا فریب ہے۔" (طٰہٰ)

دعوت دینے والا اس طرح باطل کی حقیقت اور اس کی مقدار اچھی طرح سمجھ لیتا ہے وہ ڈرتا نہیں۔ فرمایا:

"یہ جو کچھ بنا کر لائے ہیں یہ تو جادوگر کا فریب ہے۔" (طٰہٰ)

یہ سورت کہتی ہے کہ اللہ کی طرف بلانے والے کو ڈرنا نہیں چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نصیحت سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی سیدنا ہارون علیہ السلام کو سورت کے آغاز میں فرمائی۔

اس نصیحت کو اللہ تعالیٰ نے پھر ایک مرتبہ نجات کے موقع پر دہرایا۔ فرمایا:

"ہم نے موسیٰؑ پر وحی کی کہ اب راتوں رات میرے بندوں کو لے کر چل پڑ، اور اُن کے لیے سمندر میں سے سُوکھی سڑک بنا لے، تجھے کسی کے تعاقب کا ذرا خوف نہ ہو اور نہ (سمندر کے بیچ سے گزرتے ہوئے) ڈر لگے۔" (طٰہٰ)

دعوت دینے والے مسلمان کے لیے تو دنیا اور آخرت میں خوف نہیں۔ فرمان الٰہی ہے:

"اور کسی ظلم یا حق تلفی کا خطرہ نہ ہوگا اُس شخص کو جو نیک عمل کرے اور اِس کے ساتھ وہ مومن بھی ہو۔" (طٰہٰ)

یہ سورت کہتی ہے کہ اللہ کی طرف بلانے والے کو راستے سے نہیں ہٹنا چاہیے، اسے رکنا نہیں چاہیے، اسے پیچھے مڑنا نہیں چاہیے، اسے دعوت کے متعلق شک میں نہیں پڑنا چاہیے۔ اس کے ماننے والوں کے حالات تبدیل ہی کیوں نہ ہوتے رہیں اور وہ تنگی اور فراخی کے فتنے میں مبتلا کیوں نہ رہیں۔ دیکھیے۔ موسیٰ پر جادوگر ایمان لے آئے اور ان کی پیروی کرنے لگے، ان کے ساتھ جو بھی ہوا، بھر حال سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا حال نہ بدلا۔ وہ نہ تو مایوس ہوئے اور نہ کمزور پڑے۔

اللہ تعالیٰ نے فرعون کا قول یوں نقل فرماتا ہے:

"فرعون نے کہا: تم ایمان لے آئے قبل اس کے کہ میں تمہیں اس کی اجازت دیتا؟ معلوم ہو گیا کہ یہ تمہارا گرو ہے جس نے تمہیں جادوگری سکھائی تھی اچھا، اب میں تمہارے ہاتھ پاؤں مخالف سمتوں سے کٹواتا ہوں اور کھجور کے تنوں پر تم کو سُولی دیتا ہوں پھر تمہیں پتہ چل جائے گا کہ ہم دونوں میں سے کس کا عذاب زیادہ سخت اور دیر پا ہے (یعنی میں تمہیں زیادہ سخت سزا دے سکتا ہوں یا موسیٰ!)۔ جادوگروں نے جواب دیا: قسم ہے اُس ذات کی جس نے ہمیں پیدا کیا ہے! یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ ہم روشن نشانیاں سامنے آ جانے کے بعد بھی (صداقت پر) تجھے ترجیح دیں، تُو جو کچھ کرنا چاہے کر لے، تو زیادہ سے زیادہ بس اِسی دُنیا کی زندگی کا فیصلہ کر سکتا ہے۔ ہم تو اپنے رب پر ایمان لے آئے تا کہ وہ ہماری خطائیں معاف کر دے اور اس جادوگری سے جس پر تو نے ہمیں مجبور کیا تھا، درگزر فرمائے اللہ ہی اچھا ہے اور وہی باقی رہنے والا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو مجرم بن کر اپنے رب کے حضور حاضر ہوگا اُس کے لیے جہنم ہے جس میں وہ نہ جیے گا نہ مرے گا۔ جو اس کے حضور مومن کی حیثیت سے حاضر ہوگا، جس نے نیک عمل کیے ہوں گے، ایسے سب لوگوں کے لیے بلند درجے ہیں۔ سدا بہار باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی، ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے یہ جزا ہے اُس شخص کی جو پاکیزگی اختیار کرے۔" (طٰہٰ)

سیدنا ابن عباس اور دیگر صحابہ بیان فرماتے ہیں:

"صبح کے وقت وہ جادوگر تھے اور شام کے وقت

وہ نیک اور شہید بن گئے۔''

مشکل وقت کی آزمائش تو یہ ہے۔ فراخی کی آزمائش سمندر سے نجات کے بعد آتی ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

''اے بنی اسرائیل! ہم نے تم کو تمہارے دشمن سے نجات دی، اور طور کے دائیں جانب تمہاری حاضری کے لیے وقت مقرر کیا اور تم پر من وسلویٰ اتارا۔ کھاؤ ہمارا دیا ہوا پاک رزق اور اسے کھا کر سرکشی نہ کرو، ورنہ تم پر میرا غضب ٹوٹ پڑے گا اور جس پر میرا غضب ٹوٹا وہ پھر گر ہی رہا۔ البتہ جو توبہ کر لے اور ایمان لائے اور نیک عمل کرے، پھر سیدھا چلتا رہے، اُس کے لیے میں بہت درگزر کرنے والا ہوں۔'' (طٰہٰ)

پھر موسیٰ کی قوم میں ایک اور آزمائش آئی۔ انہوں نے بچھڑے کی عبادت شروع کر دی۔ لیکن موسیٰ اس وقت بھی ثابت قدم رہے۔ وہ تو حق کی دعوت دینے والے تھے۔ مشکل اور آسانی میں حق پر ثابت قدم رہنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے جب اس سورت میں سیدنا موسیٰ کا واقعہ نقل فرما دیا تو فرمایا:

''اے محمدؐ! اس طرح ہم پچھلے گزرے ہوئے حالات کی خبریں تم کو سناتے ہیں، اور ہم نے خاص اپنے ہاں سے تم کو ایک ذکر (درسِ نصیحت) عطا کیا ہے۔ جو کوئی اِس سے منہ موڑے گا وہ قیامت کے دن سخت بارِ گناہ اٹھائے گا۔ اور ایسے سب لوگ ہمیشہ اس کے وبال میں گرفتار رہیں گے، اور قیامت کے دن اُن کے لیے (اِس جرم کی ذمہ داری کا بوجھ) بڑا تکلیف دہ بوجھ ہوگا۔'' (طٰہٰ)

پھر فرمایا:

''اور اے محمدؐ! اِسی طرح ہم نے اِسے قرآن عربی بنا کر نازل کیا ہے اور اس میں طرح طرح سے تنبیہات کی ہیں شاید کہ یہ لوگ کج روی سے بچیں یا ان میں کچھ ہوش کے آثار اِس کی بدولت پیدا ہوں۔ پس بالا و برتر ہے اللہ، بادشاہِ حقیقی دیکھو! قرآن پڑھنے میں جلدی نہ کیا کرو جب تک کہ تمہاری طرف اُس کی وحی تکمیل کو نہ پہنچ جائے، اور دُعا کرو کہ اے پروردگار! مجھے مزید علم عطا کر۔'' (طٰہٰ)

رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے جیسا کہ کتب حدیث میں آیا ہے:

''اے اللہ! تو نے مجھے جو سکھایا ہے، مجھے اس سے نفع پہنچا۔ مجھے وہ چیزیں سکھا جن سے مجھے فائدہ پہنچے اور مجھے مزید علم عطا فرما۔''

دوسرا خطبہ

حمد وثناء کے بعد:

سورتوں کا آخری حصہ ان کے آغاز پر لوٹتا ہے۔ ان کا خاتمہ ان کے مقدمہ سے ملا ہوا ہوتا ہے اور ان کے درمیان ایک شاندار تناسب موجود ہوتا ہے۔ سورت طٰہٰ کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین مکہ کو مخاطب فرمایا۔ نصیحتیں فرمائیں اور دعوت دینے والوں کے لیے شاندار خلاصہ بیان فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مشرکین مکہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے:

''پھر کیا اِن لوگوں کو (تاریخ کے اس سبق سے) کوئی ہدایت نہ ملی کہ اِن سے پہلے کتنی ہی قوموں کو ہم ہلاک کر چکے ہیں جن کی (برباد شدہ) بستیوں میں آج یہ چلتے پھرتے ہیں؟ درحقیقت اس میں بہت سی نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لیے جو عقل سلیم رکھنے والے ہیں۔ اگر تیرے رب کی طرف سے پہلے ایک بات طے نہ کر دی گئی ہوتی اور مہلت کی ایک مدت مقرر نہ کی جا چکی ہوتی تو ضرور اِن کا بھی فیصلہ چکا دیا جاتا۔'' (طٰہٰ)

اگر اللہ کا فیصلہ نہ ہو چکا ہوتا تو عذاب لازم آجاتا۔ فرمایا:

''اگر تیرے رب کی طرف سے پہلے ایک بات طے نہ کر دی گئی ہوتی اور مہلت کی ایک مدت مقرر نہ کی جا چکی ہوتی تو ضرور اِن کا بھی فیصلہ چکا دیا جاتا۔'' (طٰہٰ)

پھر رسول اللہ ﷺ کو اور آپ ﷺ کے صحابہ اور قیامت تک آپ ﷺ کے ماننے والوں کو چند نصیحتیں کی جاتی ہیں۔ تو اے مسلمانو! سنو ان نصیحتوں کو! فرمایا:

''پس اے محمدؐ! جو باتیں یہ لوگ بناتے ہیں اُن پر صبر کرو، اور اپنے رب کی حمد وثنا کے ساتھ طلوعِ شمس کی تسبیح کرو سورج نکلنے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے، اور رات کے اوقات میں بھی تسبیح کرو اور دن کے کناروں پر بھی، شاید کہ تم راضی ہو جاؤ۔'' (طٰہٰ)

یہاں اللہ تعالیٰ نے صبر، ذکر اور نماز کی نصیحت فرمائی۔

اللہ کی طرف بلانا بھی ایک جہاد ہے۔ مجاہد کے لیے صبر اور ذکر تو ناگزیر ہے۔ یہ دونوں دعوت کے طویل راستے میں مدد کرنے والی نعمتیں ہیں۔ فرمان الٰہی ہے:

''اور نگاہ اُٹھا کر بھی نہ دیکھو دُنیوی زندگی کی اُس شان وشوکت کو جو ہم نے اِن میں سے مختلف قسم کے لوگوں کو دے رکھی ہے وہ تو ہم نے انہیں آزمائش میں ڈالنے کے لیے دی ہے، اور تیرے رب کا دیا ہوا رزق حلال ہی بہتر اور پائندہ تر ہے۔'' (طٰہٰ)

ان چیزوں کی طرف مت دیکھو جو چند خوش قسمت لوگوں کو مل گئی ہیں کیونکہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے چھپا رکھا ہے وہ ان چیزوں سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔

دعوت دینے والا اور صاحب قرآن لوگوں کی چیزوں پر نظر بھی نہیں اٹھاتا، ہاتھ اٹھانا تو دور کی بات ہے۔ فرمایا:

''ہم نے تم کو سات ایسی آیتیں دے رکھی ہیں جو بار بار دہرائے جانے کے لائق ہیں، اور تمہیں قرآن عظیم عطا کیا ہے۔ تم اُس متاع دنیا کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھو جو ہم نے اِن میں سے مختلف قسم کے لوگوں کو دے رکھی ہے، اور نہ اِن کے حال پر اپنا دل کڑھا' انہیں چھوڑ کر ایمان لانے والوں کی طرف جھکو۔ اور (نہ ماننے والوں سے) کہہ دو کہ میں تو صاف صاف تنبیہ کرنے والا ہوں۔'' (حجر)

امام احمد کے بیٹے صالح بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے کہا کہ مجھے پتا چلا ہے کہ احمد دَورَقی کو ایک ہزار دینار دیے گئے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: بیٹے! اللہ کا رزق بہتر بھی ہے اور زیادہ دیر تک رہنے والا بھی۔

فرمان الٰہی ہے:

''اپنے اہل وعیال کو نماز کی تلقین کرو اور خود بھی اس کے پابند رہو ہم تم سے کوئی رزق نہیں چاہتے، رزق تو ہم ہی تمہیں دے رہے ہیں اور انجام کی بھلائی تقویٰ ہی کے لیے ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ

شخص اپنے رب کی طرف سے کوئی نشانی (معجزہ) کیوں نہیں لاتا؟ اور کیا ان کے پاس اگلے صحیفوں کی تمام تعلیمات کا بیان واضح نہیں آ گیا؟ اگر ہم اُس کے آنے سے پہلے اِن کو کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے تو پھر یہی لوگ کہتے کہ اے ہمارے پروردگار! تو نے ہمارے پاس کوئی رسول کیوں نہ بھیجا کہ ذلیل و رسوا ہونے سے پہلے ہی ہم تیری آیات کی پیروی اختیار کر لیتے۔ اے محمدؐ! ان سے کہو، ہر ایک انجام کار کے انتظار میں ہے، پس اب منتظر رہو، عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کون سیدھی راہ چلنے والے ہیں اور کون ہدایت یافتہ ہیں۔'' (طٰہٰ)

بعد ازاں! اے مسلمانو! ان دنوں آپ صبح شام ہلا دینے والی خبریں سنتے ہیں، ڈراوے سنتے ہیں، جنگوں اور لڑائیوں کی پیش گوئیاں سنتے ہیں۔ مال، نفس اور پھلوں میں کمی دیکھتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی شیطان کا فقر و فاقہ کا وعدہ تازہ ہو جاتا ہے اور وہ پھر سے لوگوں کو برائی کا حکم دینے لگتا ہے۔ ایسے ہی حالات سے وہ لوگ بھی گزرے ہیں جو آپ سے کہیں زیادہ بہتر تھے۔ بھلے لوگوں کے لیے تو یہ حالات ہلا دینے والی خبروں اور فتنوں سے زیادہ نہ تھے تاہم دیگر لوگوں کے لیے حقیقی واقعات اور بڑی مصیبتیں تھیں۔

حالات جیسے بھی ہوں یا جیسے بھی ہو جائیں، بہر حال اللہ کا کلام حق اور سچائی بیان کرتا ہے اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف لیجاتا ہے۔ قرآن کریم کی آیتیں لوگوں کو یاد دلاتی ہیں کہ انہوں نے اپنے عظیم دین کے معاملے میں کتنی کوتاہی برتی ہے، ان کے دلوں کو فتنوں کے وقت جما دیتی ہیں اور مشکلات کے وقت ثابت قدم کر دیتی ہیں۔ آپ سے پہلے گزرنے والے لوگ تو گزر گئے۔ اب آیتیں، خدا کی قسم! صرف آپ ہی کے لیے ہیں۔

اللہ کی کتاب سے سبق حاصل کرو۔ اللہ کی آیتوں پر غور کرو۔ فرمان الٰہی ہے:

''بس تم اِس قرآن کے ذریعہ سے ہر اُس شخص کو نصیحت کر دو جو میری تنبیہ سے ڈرے'' (ق)

اللہ کا طریقہ تبدیل نہیں ہوتا۔ اللہ کی تقدیر نافذ ہو کر ہی رہتی ہے۔ سارا معاملہ اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ ساری مخلوق اللہ ہی کے غلام ہیں۔

اے اللہ! قرآن کریم کو ہمارے دلوں کی بہار بنا دے۔ ہمارے دلوں کا نور بنا دے۔ ہماری پریشانیوں کے خاتمے کا ذریعہ بنا دے۔ ہمارے غموں اور رنجوں کا خاتمہ کرنے والا بنا دے۔

اے اللہ! ہمارے گناہ معاف فرما! ہمارے عیب چھپا! ہمارے معاملات آسان فرما! ہماری نیک خواہشات پوری فرما! اے اللہ! ہمارے والدین کو اور ہمارے آباء واجداد کو اور ہماری بیویوں اور نسلوں معاف فرما! یقیناً تو دعا سننے والا ہے۔

.....

مسلمان اور جدید سائنس

حزم الاندلسیؒ، ابن قیمؒ اور ابن خلدون نے جو علمی و فکری اور اجتماعی و روحانی خدمات پیش کی ہیں یورپ کے پاس ان کا کوئی جواب نہیں۔ بلکہ ابن خلدونؒ نے سوشل سائنس، اکنامکس، علم التاریخ، عمرانیات اور علم تزاید السکان وغیرہ فنون میں سے بعض کی تو خود بنیاد رکھی اور دنیا کو پہلی بار ان علوم سے روشناس کرایا، اور بعض فنون میں ایسے اصول وضوابط کی طرف رہنمائی کی جن سے آج بھی دنیا استفادہ کرتی ہے۔

الحمدللہ! موجودہ دور جدید میں سائنسی علوم سے مسلمانوں کا رشتہ مطلق نہیں کٹا (جیسا کہ بعض نا امید اور حوصلہ شکن افراد کی جانب سے برابر یہ شکایت درج کی جا رہی ہے) دراصل آج بھی مسلمان اس میزان میں انفرادی حد تک موجود ہیں۔ بطور مثال پاکستان کے مایہ ناز سائنسدان محسن پاکستان جناب ڈاکٹر عبدالقدیر خان ہوں یا ستر کی دھائی میں ''نوبل'' انعام یافتہ مشہور سائنسدان ڈاکٹر عبدالسلام ہوں اور اس قسم کی مختلف مثالیں مل سکتی ہیں جو آج بھی مسلمانوں کی ذہنی بالیدگی کی نمائندگی کرتی ہیں، لیکن ان میں سے اکثر دین سے نابلد، الحاد پرست اور افراط وتفریط کا شکار ہیں۔

اسلام اور جدید سائنس

دین اسلام کو سائنس و ٹیکنالوجی سے ہرگز دشمنی نہیں ہے بلکہ خود کتاب ہدایت قرآن کریم میں آج سے چودہ سو سال پہلے جن قوانین کی طرف اشارہ کیا گیا ہے خواہ وہ انسان کے تخلیقی مراحل سے متعلق ہوں یا زمین و آسمان کی گردش سے یا زمین پر بسنے والے حیوانات یا اگنے والے نباتات سے اور ان کے علاوہ دیگر علوم سے متعلق جو اشارے قرآن مجید میں وارد ہوئے ہیں، وہ آج کی جدید سائنس سے صدیوں پہلے محقق اور فیصلہ کن ثابت ہوئے ہیں۔

گفتگو کے ماحصل میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ سائنس اور علوم جدیدہ کا حصول کچھ بھی معیوب نہیں بلکہ اس دور میں مطلوب ومقصود بھی ہے اور یہ علوم ہمارے لئے چنداں اجنبی نہیں بلکہ یہ ہمارے ہی اسلاف کی میراث ہیں، جنہیں اغیار ہر ممکن طور پر غصب کرنے میں لگے ہیں اور خود ہم اس سے بے اعتنائی برتے جا رہے ہیں۔ اب جب یہ علوم ہمارے اسلاف کی میراث ٹھہرے تو ہمارے لئے ان علوم کے حصول میں اسلاف کا منہج اور طریقہ بھی لازم ٹھہرا۔ کیونکہ ہم اسی منہج پر رہ کر اپنے دین کے ساتھ دنیا بھی حاصل کر سکتے ہیں، اگر ہمارے علم سے اس دنیا کو کوئی فائدہ نہ پہنچا تو ان شاء اللہ کبھی نقصان بھی نہ پہنچے گا۔ جیسا کہ موجودہ سائنسی تجربات و ایجادات نے دنیا کو کتنی ہی تباہیوں اور بربادیوں سے دوچار کر رکھا ہے، سچ فرمایا حق تعالیٰ نے

﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ﴾

.....

زحمت سے رحمت

⊙ فضیلۃ الشیخ عبداللہ یوسف ناظم مدرسہ دارالحدیث اوکاڑہ 25 نومبر سے علیل ہیں۔ آپ پہلے ہی فالج کے مریض تھے اب DHQ میں زیر علاج ہیں، قارئین کرام ان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لیے خصوصی دعا فرمائیں۔ المرسل: حکیم محمد کفایت اللہ

الاسلام ڈائری 2017ء

⊙ جماعتی جذبوں کی آئینہ دار

⊙ ایک دعوت، ایک پیغام

⊙ ہر پڑھے لکھے فرد کی ضرورت

عام قیمت: -/400 روپے

''اہل حدیث'' کے معاونین سے: -/350 روپے۔

شناختی کارڈ 34101-3207371-5

رابطہ: اہل حدیث پبلی کیشنز، ۱۰۶ اردو بازار لاہور

0321-6487892 - 042-37720257

055-4443265

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دل وہ دل ہے جس میں ہے عظمت رسول اللہؐ کی
لب وہ لب ہے جس پہ ہے مدحت رسول اللہؐ کی
ہے نشاں ایمان کا اُلفت رسول اللہؐ کی
اور متاعِ زندگی طاعت رسول اللہؐ کی

❁❁❁❁❁

مطلع انوار ہے صورت رسول اللہؐ کی
مجمع اوصاف ہے سیرت رسول اللہؐ کی
سر جھکاؤ صرف معبودِ حقیقی کے حضور
بس یہی تھی بس یہی دعوت رسول اللہؐ کی

❁❁❁❁❁

کوئی عابدؒ کوئی زاہدؒ کوئی عالم بن گیا
جس کو لمحہ بھر ملی صحبت رسول اللہؐ کی
کوئی دیکھے تو شب معراج جبریل امیں
کس طرح کرتے رہے خدمت رسول اللہؐ کی

❁❁❁❁❁

پیٹ بھر کر عمر بھر کھانا کبھی کھایا نہیں
خود پسندیدہ تھی یہ حالت رسول اللہؐ کی
دشمنوں سے گالیاں سن کر دعا دیتے رہے
ظالموں کے حق میں یہ شفقت رسول اللہؐ کی

❁❁❁❁❁

اُمتیں گزری ہیں گلزارِ جہاں میں جس قدر
اُن میں ہے افضل ترین اُمت رسول اللہؐ کی
نعمت توحید سے ہیں آج ہم جو سرفراز
فی الحقیقت ہے یہ سب محنت رسول اللہؐ کی

❁❁❁❁❁

تین سو تیرہ مسلماں اور ہزاروں مشرکین
کی خدا نے بدر میں نُصرت رسول اللہؐ کی
مشعل راہِ ہدیٰ قرآن کا ہے حرف حرف
شرحِ قرآن ہے فقط سنت رسول اللہؐ کی

❁❁❁❁❁

بات بن جائے گی عاجزؔ روزِ محشر بالیقیں
اپنی چاہت ہو جو ہے چاہت رسول اللہؐ کی

کاوش فکر:۔ جناب عبدالرحمن عاجزؔ (مالیر کوٹلوی)

اُسوۂ رسول کریم ﷺ

تحریر
جناب مولانا ابوالکلام آزادؒ

احتساب ایک سنہری زنجیر ہے جس میں تمدن، معاشرت اور اخلاق کی تمام جزئیات جکڑی ہوئی ہیں' اگر اس کی بندش ڈھیلی ہو جائے تو نظام عالم کی ایک ایک کڑی درہم برہم ہو جائے۔ اسی غرض سے دنیا نے احتساب کو مختلف صورتوں میں قائم رکھا ہے۔ خاندانوں اور کنبوں نے مختلف رسم و رواج اختیار کیے جن کی خلاف ورزی موجب ملامت بلکہ بعض اوقات قومی جرم خیال کی جاتی ہے۔ سلطنتوں نے قوانین بنائے جو انسان کو ایک خاص نظام کے ماتحت ہر قسم کی مادی، اخلاقی اور مذہبی ترقی کرنے کا موقع دیتے ہیں۔ حکماء نے فلسفہ اخلاق ایجاد کیا جو اخلاقی قوانین کی پیروی پر جمعیت بشری کو مجبور کرتا ہے۔

اگر یورپ کو اپنی تہذیب پر فخر ہے کہ وہ انسان کی ہر فروگذاشت پر سختی کے ساتھ گرفت کرتی ہے۔ اگر رومن لا (رومی قانون) کو اپنے اوپر ناز ہے کہ وہ دنیا کے قوائے متضاد کو اپنے مرکز سے ہٹنے نہیں دیتا۔ اگر یونان کو اپنے فلسفۂ اخلاق پر گھمنڈ ہے کہ وہ اخلاقی قویٰ کی تربیت کرتا ہے تو ہمیں ان کے بڑے بول سے مرعوب نہیں ہونا چاہیے، ہم رسم و رواج کے پابند نہیں کہ یورپ کے قوانین معاشرت پر فریفتہ ہو جائیں۔

ہم قانونی سختیاں برداشت کرنے کے خوگر نہیں کہ اپنے ہاتھ کو ہتھکڑی کے حوالے کر دیں، قیاسات عقلی ہماری غذائے روحانی نہیں کہ یونانیوں کے طلسم میں پھنس جائیں بلکہ ہمارے رگ اور پٹھے ایک پاک مذہب کے سلسلے میں جکڑے ہوئے ہیں۔ ہمارے گوشت اور خون پر چمڑے کی بجائے مذہب کا غلاف چڑھا ہوا ہے۔ ہمارے قلب کو ایک غیر متزلزل مذہبی احساس حرکت دے رہا ہے۔ پس ہم کو ہر دل فریب رسم و رواج اور ہر مرعوب کر دینے والے فلسفے کو چھوڑ کر اپنی باگ صرف اسلام ہی کے ہاتھ میں دینی چاہیے اور اس پر فخر کرنا چاہیے۔

اسوہ حسنہ: مذہب کی قوت احتساب ان تمام چیزوں سے بالاتر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر آنحضرت ﷺ کا اتباع فرض کر کے ہم کو پوری دنیا کی مادی و اخلاقی غلامی سے آزاد کر دیا ہے۔

''یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول ﷺ کی زندگی میں پیروی و اتباع کا بہترین نمونہ رکھا گیا ہے۔''

(الاحزاب:۲۱)

اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرماتے کہ تم رسول اللہ ﷺ کی تقلید کرو کیونکہ ایک شخص کی تقلید کرنے سے دوسرے اشخاص کی نفی نہیں ہو جاتی۔ بلکہ یہ فرمایا کہ تمہاری تقلید صرف اسی پاک ذات میں محدود ہے کیوں کہ تمہیں اعمال صالحہ کا یہ خزانہ دوسری جگہ نہیں مل سکتا۔ اس طرز بیان سے نہ صرف رسول اللہ ﷺ کا اتباع لازم کر دیا گیا۔ بلکہ ساتھ ہی دوسرے تمام بڑے انسانوں کے اتباع کی بھی نفی کر دی۔ اس لئے کہ صرف ایک ہی آفتاب ہے جس کی روشنی ظلمت زار دنیا کی ہر اندھیری اور ہر تیرہ و تاریک راہ میں ہماری راہ نمائی کر سکتی ہے۔

اسی آفتاب کی روشنی سے اور سیارے بھی نور حاصل کرتے ہیں۔ اس لئے ان کا اتباع بھی ہم پر واجب ہو جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے، اس کے بعد ان لوگوں کا دور جو اس کے بعد آئیں گے۔ پھر وہ لوگ جو اس کے بعد اسوۂ حسنہ کی تقلید کریں گے۔''

''میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں'' اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ان خصوصیات کا بار بار ذکر کیا ہے۔

''جو رسول اور نبی امی کی پیروی کریں گے جس کی بعثت توریت اور انجیل میں لکھی پائیں گے۔ وہ انہیں نیکیوں کا حکم دے گا اور برائیوں سے منع کرے گا، پاک اور مفید چیزوں کو ان پر حلال اور ناپاک اور مضر چیزوں کو حرام کرے گا۔'' (الاعراف: ۱۵۷)

''تم لوگ بہتر امت ہو جسے اللہ نے دنیا کی ہدایت و رہنمائی کے لئے نمایاں کیا۔ تم نیکی کا حکم دیتے ہو، برائی سے روکتے ہو اور خدا پر ایمان لاتے ہو۔''

(آل عمران:۱۰۰)

لیکن ان آیتوں کی عملی تفسیر ہمیں صرف احادیث کی کتابوں میں ڈھونڈنی چاہیے، جن کے ذریعے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مواقع احتساب کے ایک ایک جزیئے کا پتہ لگ سکتا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا نے ہدایت و ارشاد کے لیے جو آفتاب اور سیارے پیدا کیے تھے، وہ ہمیشہ ضیا گستر رہتے تھے۔ احتساب کی ترتیب اصلاح نفس سے شروع ہو کر بالترتیب محتسب کے قبیلے اور قوم تک منتہی ہو جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرض احتساب اسی ترتیب کے ساتھ ادا فرمایا ہے۔

اصلاح نفس:

آنحضرت ﷺ کی ذات پاک جامع فضائل وصفات تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے تمام زلات کو معاف کر دیا تھا۔ با این ہمہ آپ اس کثرت کے ساتھ نماز پڑھتے تھے کہ پاؤں پھول کر پھٹ جاتے تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس محنت شاقہ کو دیکھ کر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! خدا نے تو آپ کے تمام اگلے پچھلے گناہوں کو معاف کر دیا ہے پھر آپ کیوں اس قدر مصروف عبادت رہتے ہیں؟؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں خدا کا شکر گزار بندہ ہونے کی کوشش نہ کروں.....!!!

چنانچہ جب کبھی اس قسم کے مواقع پیش آتے تھے جو قلب کو خدا کے شکر سے پھیر سکتے تھے یا نفس میں غرور و تکبر پیدا کر سکتے تھے تو آپ ﷺ نہایت سختی کے ساتھ ان کا انکار کر دیتے تھے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے گھر میں ایک پردہ لٹکایا تھا جس میں تصویریں بنی ہوئی تھیں، آپ ﷺ کی نظر پڑی تو فرمایا: ہمارے سامنے سے یہ پردہ ہٹا لو کیونکہ اس کی تصاویر میری نماز میں سامنے آتی رہتی ہیں، یعنی خلل انداز ہوتی رہتی ہیں۔

ایک صحابی نے بطور تحفہ کے آپ ﷺ کو حریر کا ایک چغہ دیا۔ آپ ﷺ نے اسے پہن کر نماز پڑھی، نماز سے فارغ ہونے کے بعد نہایت ناگواری سے اتار کر پھینک دیا اور فرمایا: ''یہ پرہیزگاروں کے قابل نہیں۔'' غرور و کبر کا سرچشمہ مدح و ستائش ہے۔ امراء و سلاطین کو

اس مرض نے دنیا کی تمام چیزوں سے بے نیاز کر دیا ہے۔

آنحضرت ﷺ اگرچہ خیر البشر تھے لیکن اگر کوئی شخص آپ ﷺ کو انبیائے سابقین پر ترجیح دیتا تھا تو آپ ﷺ اسے منع فرماتے تھے۔ ایک صحابی اور ایک یہودی میں جھگڑا ہو گیا، صحابی نے غصہ میں قسم کھائی اور کہا: ''خدا کی قسم! جس نے محمد ﷺ کو تمام دنیا سے افضل بنایا ہے۔'' یہودی نے بھی قسم کھائی اس خدا کی قسم! جس نے موسیٰ (علیہ السلام) کو تمام دنیا پر ترجیح دی ہے۔ صحابی نے اس پر غصے میں آ کر یہودی کے منہ پر طمانچہ مارا۔ اس نے آنحضرت ﷺ سے شکایت کی تو آپ ﷺ نے حکم دیا: ''مجھے موسیٰ پر ترجیح نہ دو۔''

احتساب قبیلہ و خاندان:

خیرات گھر ہی سے شروع ہوتی ہے۔ اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے آنحضور ﷺ کو حکم دیا تھا ''اپنے ہی خاندان کے قریبی رشتہ داروں کے آگے حق پیش کرو اور عذاب الٰہی سے ڈراؤ۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے اپنے پورے قبیلے اور خاندان کو جمع کر کے پیغمبرانہ لہجے میں یہ حکم سنایا: ''اے فاطمہ محمد کی بیٹی! تم سب اپنے آپ کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ' کیونکہ میں قیامت کے دن کچھ بھی نفع ونقصان نہ پہنچا سکوں گا۔ اے فاطمہ! تجھے مجھ سے صرف جسمانی تعلق ہے اور رشتے کی بیل کو صرف دنیا ہی میں سرسبز و شاداب رکھ سکوں گا۔ یہ ایک عام احتساب تھا۔ لیکن مخصوص مواقع پر بھی آپ ﷺ، ازواج مطہرات اور اہل و عیال کو نیکی کی ترغیب دیتے اور برائی سے روکتے رہتے تھے۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ ایک رات اٹھے اور فرمایا: سبحان اللہ! آسمان سے فتنہ وفساد کی بارش ہو رہی ہے اور برکات وفضائل کے خزانے کھل گئے ہیں۔ حجروں میں سونے والیوں کو جگا دو کیونکہ دنیا کی بہت سی کپڑے پہننے والی عورتیں آخرت میں برہنہ نظر آئیں گی۔

آپ ﷺ نے تنزہ نفس اور استغناء کی وجہ سے فقر وفاقہ کے باوجود اپنے اوپر اور اپنے تمام خاندان کے اوپر صدقہ حرام کر لیا تھا۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ بچپن میں صدقہ کی ایک کھجور اٹھا کر منہ میں ڈال لی، آپ کی نگاہ پڑی تو فوراً ٹوکا، کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہمارا خاندان صدقہ نہیں کھاتا؟؟ ایک مرتبہ شب کو آپ ﷺ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور فرمایا: تم لوگ اٹھ کر تہجد کیوں نہیں پڑھتے؟؟ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا یا رسول اللہ! ہماری نیند اور بیداری تو خدا کے اختیار میں ہے اگر وہ جگائے گا تو جاگیں گے؟؟

آنحضرت ﷺ خاموش ہو گئے مگر اپنی ران پر افسوس کے ساتھ ہاتھ مارا اور آیت پڑھی: ''آدمی بڑا ہی جھگڑالو واقع ہوا ہے۔''

احتساب قوم:

اگرچہ تمام جزئی مواقع، جہاں آنحضرت ﷺ نے احتساب کا فرض ادا کیا ہے، احتساب قومی کے تحت میں داخل ہیں، لیکن آپ ﷺ نے دو موقعوں پر نہایت بلیغ تشبیہ کے ساتھ اپنی اس خصوصیت کا اظہار اپنی قوم کے سامنے فرمایا:

میری اور میری شریعت کی مثال بعینہ اس شخص کی سی ہے جس نے ایک قوم کے پاس آ کر یہ وحشت انگیز خبر سنائی کہ میں نے اپنی آنکھوں سے ایک لشکر تمہاری طرف آتے دیکھا ہے۔ میں ایک نذیر عریاں ہوں (یعنی ننگا ڈرانے والا۔ عرب میں ہر اہم واقعے کی خبر ننگے ہو کر دیتے تھے) پس تمہیں ہوشیار ہو جانا چاہیے۔ چنانچہ ایک گروہ نے اس کا کہنا مانا اور وہ رات ہی رات بچ کر نکل گیا۔ دوسرے گروہ نے اسے جھٹلایا، نتیجہ یہ رہا کہ لشکر نے دھاوا بول دیا اور اس گروہ کا استیصال کر دیا۔

دوسرے موقع پر فرمایا: میری اور تمام لوگوں کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ بھڑکائی جب آگ کی روشنی چاروں طرف پھیل گئی تو پروانے اس پر ٹوٹ ٹوٹ کر گرنے لگے۔ اس نے پروانوں کو آگ میں جانے سے روکنا چاہا، لیکن وہ سب اس کے قابو میں نہ آ سکے اور آگ میں گھس گئے۔

عقائد کی درستی:

آنحضرت ﷺ کی بعثت کا سب سے بڑا مقصد تصحیح عقائد تھا، عقائد میں بدترین چیز شرک فی اللہ ہے۔

آنحضرت ﷺ نے صرف شرک ہی مٹانے کے لئے جہاد کیا جو احتساب کی آخری منزل ہے لیکن اس کے علاوہ اور بھی بہت سے عقائد ہیں جو عام دسترس سے باہر ہیں، اگر عام لوگوں کو اس میں غور وفکر کا موقع دیا جائے تو مذہبی عقائد میں بہت سے مفاسد پیدا ہو جائیں اور اسلامی عقائد کی سادگی فنا ہو جائے جو اسلام کا سب سے بڑا زیور ہے۔ اسی غرض سے آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کی یہ خصوصیت قرار دی تھی کہ وہ غیر ضروری چیزوں پر وقت ضائع نہیں کرتے، چنانچہ عہد نبوت میں جب کبھی اس قسم کے مواقع پیش آئے ہیں تو آنحضرت ﷺ نے سختی کے ساتھ صحابہ رضی اللہ عنہم کو زجر وتوبیخ کی ہے۔

ایک مرتبہ صحابہ رضی اللہ عنہم مسئلہ جبر وقدر پر مباحثہ کر رہے تھے جس نے آگے چل کر مسلمانوں کے دو عظیم حریف مقابل پیدا کر دیئے۔ آنحضرت ﷺ نے یہ دیکھا تو چہرہ مبارک غصے سے سرخ ہو گیا اور فرمایا: ''کیا تم لوگوں کو اس کا حکم دیا گیا ہے یا تم لوگ اس لئے پیدا کئے گئے ہو؟ تم لوگ قرآن گڈمڈ کر رہے ہو۔ گزشتہ قوموں کو اسی قسم کے لایعنی مسائل نے برباد کیا۔''

اگرچہ اسلام نے عرب جاہلیت کے تمام توہم آمیز عقائد مٹا دیئے تھے تاہم بعض باتیں رہ گئی تھیں اور کبھی کبھی ان کا ظہور ہو جاتا تھا۔ عربوں کا خیال تھا کہ جب کوئی بڑا مر جاتا ہے تو سورج میں گہن لگ جاتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے صاحبزادے ابراہیمؓ نے انتقال کیا تو اتفاق سے اسی دن سورج میں گہن بھی لگ گیا۔ لوگوں کو خیال ہوا کہ یہ حضرت ابراہیمؓ کی موت کا اثر ہے، لیکن آپ ﷺ نے فوراً اس کی تردید کی اور لوگوں کو اس خیال سے روکا اور فرمایا: ''چاند اور سورج میں کسی کے مرنے اور جینے سے گہن نہیں لگتا۔'' علامہ اقبالؒ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ یہ ارشاد بھی رسول اللہ ﷺ کے نبی برحق ہونے کی ایک بین شہادت ہے۔ لوگوں میں یہ خیال خود بخود پیدا ہوا تھا کسی نے پیدا نہیں کیا تھا لیکن چونکہ غلط تھا اس لئے آپ ﷺ نے اس کا رد سرعام کر دیا۔

عبادات چوں کہ روز کی چیزیں تھیں جن میں سہو غفلت اور بے عنوانی کا پیدا ہونا ضروری تھا اس لئے آنحضرت ﷺ کو ان کے بارے میں احتساب کی اکثر ضرورت پیش آتی تھی۔ اسلام نے ادائے نماز کے لئے جماعت کو ضروری قرار دیا ہے۔ لیکن لوگ اس میں غفلت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے چند اشخاص کو ڈھونڈا تو نہ پایا، نہایت برہم ہوئے اور فرمایا: جی میں آتا ہے کہ ایک شخص کو امام بنا کر خود ان لوگوں کے پاس چلا جاؤں اور لکڑیوں کا ڈھیر لگا کر ان کے گھروں میں آگ

پھونک دوں۔ بعض لوگ جب امامت کرتے تھے تو نماز میں طول دیتے تھے جس سے کاروباری اور ضعیف لوگ گھبرا جاتے تھے۔ ایک شخص نے اسی بنا پر امام کی شکایت کی۔ آپ ﷺ کو معمول سے زیادہ غصہ آ گیا اور فرمایا: ''تم مذہب سے لوگوں کو متنفر کر رہے ہو۔ امام کو نماز میں تخفیف کرنی چاہئے کیونکہ ان میں مریض، ضعیف اور کاروباری ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔

نماز کا اصلی مقصد خشوع وخضوع ہے لیکن جب کسی کے طرز عمل سے ان کا ظہور نہیں ہوتا تھا تو آنحضرت ﷺ اسے تنبیہ فرماتے تھے۔ ایک بار ایک شخص نے نہایت عجلت کے ساتھ نماز پڑھی، نماز پڑھ چکا تو آپ ﷺ نے فرمایا: نماز کو دہراؤ، تم نے نماز پڑھی ہی نہیں۔ اس نے تین بار نماز دہرائی، آپ ﷺ نے تینوں بار ٹوکا۔ آخر میں اس نے کہا کہ میں اس سے بہتر نماز نہیں پڑھ سکتا۔ اب آپ ﷺ نے تکبیر، قرأت، رکوع وسجود اور قعود کے وہ طریقے بتائے جن سے اطمینان، سکون وقار اور اعتدال کا اظہار ہوتا تھا۔

جزئیات پر نظر:

عبادات اور مقدمات عبادات کے بارے میں آپ ﷺ معمولی اور جزئی باتوں پر گرفت کرتے تھے۔ ایک بار سفر میں تھے کہ نماز عصر کا وقت ہو گیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پاؤں کا مسح کیا۔ آپ ﷺ نے دیکھا تو دور سے بلند آواز دی، ابتدائے اسلام میں نماز کے قیام وادا کی حالت بالکل ابتدائی تھی۔ تمام جزئیات اور فروع ابھی واضح نہیں ہوئے تھے۔ اس طرح کا بتدریج ارتقاء مذہب کی ہر تعلیم میں ہوتا ہے۔ موجودہ حالت ایک مدت کے تغیرات کے بعد پیدا ہوئی تھی۔ چنانچہ ابتداء میں اکثر لوگ مسجد کے اندر تھوک دیتے تھے۔ ایک مرتبہ آپؐ نے مسجد میں تھوک کا دھبہ دیکھا تو خود اٹھے، دست مبارک سے اسے مٹا دیا پھر فرمایا: نماز میں ہر شخص خدا سے سرگوشی کرتا ہے۔ اس لئے کسی شخص کو قبلہ کی طرف تھوکنا نہیں چاہیے، البتہ دائیں بائیں یا پاؤں کے نیچے تھوک سکتا ہے۔

یہاں یہ واضح رہے کہ اس وقت مسجد کا فرش پختہ نہیں ہوتا تھا۔ صحن مسجد اور عام سطح زمین میں سوائے حد و عمارت کے اور کوئی امتیاز قائم نہیں تھا۔ ریتلی زمین تھی اور وہ ہر طرح کی رطوبت جذب کر لیتی تھی لیکن اب مسجدوں کا داخلی حصہ ہی نہیں، صحن کا فرش بھی پختہ ہوتا ہے۔ پس وہاں تھوکنا مسجد کی صفائی اور نمازیوں کے حقوق نشست پر حملہ کرنا ہے۔

بدعت:

نظام مذہبی کا سب سے خطرناک مرض بدعت ہے۔ اگرچہ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں مسلمان اس مرض میں مبتلا نہیں ہو سکتے تھے، تاہم جاہلیت کے زمانے کی بہت سی بدعتوں کی جھلک کبھی کبھی نظر آ جاتی تھی۔ اسی لئے آپ ﷺ ہمیشہ ان کے مٹانے کے درپے رہتے تھے۔ بدعت کی مختلف قسمیں اور مختلف مظاہر ہیں لیکن اس کی بدترین شکل رہبانیت اور جوگ ہے جو یہود و نصاریٰ کے مذہب کا جزو بن گئی تھی۔

عرب پر یہود و نصاریٰ کے مذہب کا اثر غالب تھا۔ اس لئے وہاں بھی اس قسم کی بدعات پیدا ہو گئی تھیں۔ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ نے ایک بوڑھے آدمی کو دیکھا کہ اپنے دو بیٹوں کے کاندھے پر ہاتھ رکھے جا رہا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا یہ کیا معاملہ ہے؟ لوگوں نے کہا: اس نے پیدل چلنے کی نذر مانی ہے، ضعف کی وجہ سے بیٹوں کے سہارے چلتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے کیوں اپنے آپ کو عذاب میں مبتلا کر دیا ہے۔ خدا اس سے بے نیاز ہے۔ عقبہ بن عامرؓ کی بہن نے خلاف کعبہ تک ننگے پاؤں چلنے کی منت مانی اور عقبہ کو آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بھیجا کہ پوچھ آئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: سواری پر بھی جا سکتی ہے۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ خطبہ دے رہے تھے اور لوگ نہایت اطمینان اور سکون کے ساتھ بیٹھ کر سن رہے تھے لیکن ایک شخص کھڑا تھا۔ آپ ﷺ نے وجہ دریافت فرمائی تو معلوم ہوا کہ اس نے نذر مانی ہے کہ کھڑا رہے گا، سائے میں نہ بیٹھے گا، کسی سے بات چیت نہ کرے گا اور روزہ بھی رکھے گا۔ آنحضرت ﷺ نے حکم دیا کہ اسے بیٹھنا چاہیے، سائے میں آنا چاہیے، گفتگو بھی کرنا چاہیے اور روزے کو بھی پورا کرنا چاہیے۔ اسی طرح ایک شخص آپ ﷺ کو نظر آیا جسے ایک شخص ناک میں نکیل ڈال کر کعبہ کا طواف کرا رہا تھا۔ آپ ﷺ نے اس کی ناک کی رسی کاٹ دی، فرمایا: اس کا ہاتھ پکڑ کر طواف کراؤ۔ لیکن ان بدعات سے زیادہ ان اصولوں کا مٹانا زیادہ ضروری تھا جن کی بنا پر بدعات پیدا ہوتی ہیں۔

بدعات کا سب سے بڑا سرچشمہ تشدد آمیز انہماک ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے اپنے نظام عبادات کو نہایت سہل اور آسان طریقے پر قائم کیا ہے۔ اس لحاظ سے اگرچہ خود اسلام کے سنگ بنیاد پر بدعت کی عمارت قائم نہیں کی جا سکتی تھی تاہم ابتداء میں صحابہ کا ایک پرجوش مخلص گروہ نہایت شدت کے ساتھ عبادت میں مصروف رہنا چاہتا تھا جب آنحضرت ﷺ نے ایک دن چھوڑ کر روزہ رکھنا شروع کیا تو آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو سختی کے ساتھ منع فرمایا، اس پر بھی لوگ باز نہیں آئے تو معمول کے خلاف متصل روزہ رکھنا شروع کر دیا کہ لوگ گھبرا کر خود باز آ جائیں۔

AYF شیخوپورہ کے زیر اہتمام فری آئی کیمپ

⊙ AYF سٹی شیخوپورہ کے زیر اہتمام نواحی علاقہ ''بھٹی ڈھلواں'' میں 30 اکتوبر بروز اتوار فری آئی کیمپ لگایا گیا۔ فری آئی کیمپ سے سینکڑوں افراد نے استفادہ کیا فری آئی کیمپ میں شیخوپورہ ضلع کے سینئر آئی سرجن ڈاکٹر افتخار احمد چوہدری نے مریضوں کا معائنہ کیا۔ کیمپ میں آنے والے مریضوں کو فری عینکیں، آئی ڈراپس اور ادویات مہیا کی گئیں۔ کیمپ کی نگرانی محمد عمران یعقوب ناظم AYF سٹی شیخوپورہ نے کی۔ کیمپ کے لیے خصوصی کوشش ڈاکٹر محمد امجد نائب ناظم شعبہ خدمت خلق AYF سٹی اور جناب محمد اشتیاق ڈوگر صاحب نے کی۔ کیمپ کا دورہ کرتے ہوئے حافظ توحید الرحمٰن فیصل صدر سٹی، حافظ محمد قسیم جنرل سیکرٹری سٹی، حافظ محمد نعیم ربانی سینئر ڈپٹی سیکرٹری سٹی، حافظ محمد فیاض بھٹی ڈپٹی سیکرٹری سٹی و دیگر نے ڈاکٹر محمد عمران یعقوب، ڈاکٹر محمد امجد اور اشتیاق ڈوگر کی خدمات کو سراہا اور سینئر سرجن جناب ڈاکٹر افتخار احمد چوہدری کا شکریہ ادا کیا۔

حافظ مدثر عزیز، سیکرٹری اطلاعات AYF سٹی شیخوپورہ

سیرت النبی ﷺ کانفرنس

⊙ 5 دسمبر 2016ء بروز سوموار بعد نماز عشاء جامع مسجد عبداللہ کیپٹن اہل حدیث فیروز وٹواں میں سیرت النبی ﷺ کانفرنس منعقد ہوئی جس میں مولانا حافظ محمد یونس آزاد، حافظ بابر فاروق رحیمی اور مولانا شفیق الرحمٰن یزدانی صاحبان نے خطابات فرمائے۔ میزبانی کے فرائض محترم محمد امجد فرنیچر والے نے ادا کیے۔ کانفرنس انتظامات، حاضری اور تقاریر کے لحاظ سے کامیاب رہی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے منتظمین کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین!

منجانب: محمد عمران مجاہد فیروز وٹواں (شیخوپورہ)

کامیاب ترین پیغمبر ﷺ

محرم
جناب عبدالرشید عراقی

فرمان الٰہی ہے:

﴿هُوَ الَّذِيْ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ﴾ (انفال: ۶۲)

''اللہ نے اپنی مدد سے تیری تائید کی۔''

علامہ سعدیؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''وہی ہے جس نے آسمانی مدد کے ذریعے آپ کی اعانت فرمائی اور یہ اسی کی طرف سے ایسی مدد ہے جس کا کوئی چیز مقابلہ نہیں کرسکتی۔'' (تفسیر سعدی: ۱/۱۰۰۲)

دوسرا فرمان الٰہی ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شٰهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا﴾ (الاحزاب: ۴۵)

''اے نبی! یقیناً ہم نے ہی آپ کو (رسول بنا کر) گواہیاں دینے والا' خوشخبری سنانے والا' آگاہ کرنے والا بھیجا ہے۔''

﴿وَدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا﴾ (الاحزاب: ۴۶)

''اور اللہ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ۔''

﴿وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا﴾ (الاحزاب: ۴۷)

''آپ مومنوں کو خوش خبری سنا دیجیے کہ ان کے لیے اللہ کی طرف سے بہت بڑا فضل ہے۔''

ان آیات مقدسہ میں آپ ﷺ کی پانچ اہم صفات کا ذکر فرمایا: (۱) شاہد (۲) مبشر (۳) نذیر (۴) داعی الی اللہ (۵) سراج منیر

شاہد: اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ کو شاہد فرمایا ہے۔ بعض لوگ شاہد کے معنی حاضر وناظر کے کرتے ہیں جو قرآن کی تحریف معنوی ہے۔ نبی کریم ﷺ اپنی امت کی گواہی دیں گے' ان کی بھی جو آپ ﷺ پر ایمان لائے اور ان کی بھی جنہوں نے تکذیب کی۔ آپ ﷺ قیامت والے دن اہل ایمان کو اعضائے وضو سے پہچان لیں گے جو چمکتے ہوں گے۔ اسی طرح آپ ﷺ دیگر انبیاء علیہم السلام کی گواہی دیں گے کہ انہوں نے اپنی اپنی قوموں کو اللہ کا پیغام پہنچا دیا تھا۔ یہ گواہی اللہ کے دیئے ہوئے یقینی علم کی بنیاد پر ہوگی۔ اس لیے نہیں کہ آپ ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے رہے ہیں' یہ عقیدہ تو قرآنی نصوص کے خلاف ہے۔ (احسن البیان: ۱۱۸۳)

مبشر ونذیر: ﴿مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا﴾ کے بارے میں علامہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ تمام قرآن پر نظر ڈال لیجیے کہ کسی نبی کی نسبت بشیر ونذیر' دونوں لفظ وارد نہیں ہوئے۔ نبی ﷺ کی شان میں مبشر ونذیر کے لفظ بھی ہیں اور بشیر ونذیر ا بھی۔ چونکہ یہ فضیلت وجامعیت نبی کریم ﷺ ہی کی ذات مبارک میں پائی گئی ہے اس لیے یہ اوصاف آپ ﷺ کے علو مرتبت کا اظہار کرنے میں خاص ہیں۔ (رحمۃ للعالمین: ۲/۳۰۷)

داعی الی اللہ: آپ ﷺ امت کو اللہ تعالیٰ کے وجود اور توحید واطاعت کی طرف دعوت دینے والے ہیں۔ ﴿دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ﴾ کو ﴿بِاِذْنِهٖ﴾ کے ساتھ مشروط فرمایا کہ آپ ﷺ اللہ کی طرف دعوت دینے والے اور بلانے والے اللہ ہی کے اذن واجازت سے ہیں۔

دعوت الی اللہ تو ہر مبلغ دیتا ہے اور دے سکتا ہے مگر وہ اللہ کی طرف سے اس کام پر مامور نہیں ہوتا۔ اس کے برعکس نبی' اللہ کے اذن سے دعوت دینے اٹھتا ہے' اس کی دعوت نری تبلیغ نہیں بلکہ اس کے پیچھے بھی اس کے بھیجنے والے رب العالمین کی فرمانروائی کا زور ہوتا ہے۔

علامہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ ﴿دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ﴾ کے تحت اپنی بے نظیر کتاب ''رحمۃ للعالمین'' میں فرماتے ہیں کہ

''نبی کریم ﷺ نے دعوت الی اللہ کو جس سرگرمی سے شروع کیا اور جس کامیابی تک پہنچایا وہ آپ ﷺ کا خاصا ہے۔

(۱) اس پہاڑی کے وعظ کو دیکھو جس پر سے یا آل فہر ویا آل طالب کی آواز سے عرب کو آپ ﷺ نے بلایا تھا۔

(۲) اس خلوت کدہ کا خیال کرو' جہاں مکہ سے دور اور دامن کوہ کے سایہ میں ارقم بن ابوارقم کے گھر کے اندر خفیہ خفیہ تعلیم دی جاتی تھی۔

(۳) کوہ طائف کے واقعہ کو یاد کرو' جہاں حضور ﷺ کا خون جسم سے بہہ رہا اور جوتے میں جا رہا تھا اور زبان پر دعوت الی اللہ کا وعظ جاری تھا۔

(۴) عکاظ کے میلے پر نظر ڈالو' جہاں نبی ﷺ ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوْا﴾ کا نعرہ لگا رہے ہیں۔

(۵) کوہ تنعیم کے دامن تک نظر کو بڑھاؤ جالاک دشمن نے حضور ﷺ کو بے یار ومددگار اور آرام میں دیکھ کر تلوار پر قبضہ کرلیا۔ حضور ﷺ اس وقت بھی اللہ کے فرض کو فراموش نہیں کرتے۔

(۶) راہ ہجرت کی سیر کرو کہ سینکڑوں میل کا سفر درپیش ہے۔

(۷) آخری سانس ہے دیدہ حق بین کو آسمان کی جانب بلند کیا ہے' اس پاک نام کا اعلان فرماتے ہوئے جس کی دعوت عمر بھر دیتے رہے۔ ہم کو تاریخ بشر ایسا نمونہ دکھانے سے قاصر ہے جس کی زندگی کا ایک ایک لمحہ دعوت الی اللہ ہی میں پورا ہوا ہو۔

اس لیے ﴿دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ﴾ کا خطاب نبی ﷺ ہی کی ذات مبارک سے خاص معلوم ہوتا ہے اور اسی لیے خداوند کریم نے حضور ﷺ کو اس صفت سے معرف فرمایا ہے۔ (رحمۃ للعالمین: ۲/۳۰۸' ۳۰۹' ۳۱۰)

سراج منیر: یہ پانچویں صفت ہے۔ یہ ایسے الفاظ ہیں جن کا استعمال ذات پاک نبوی ﷺ کے سوا اور کسی کے لیے نہیں فرمائے گئے۔ فضیلۃ الشیخ حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ فرماتے ہیں کہ

''جس طرح چراغ سے اندھیرے دور ہوتے ہیں اسی طرح آپ ﷺ کے ذریعے سے کفر وشرک کی تاریکیاں دور ہوئیں۔ علاوہ ازیں اس چراغ سے کسب ضیاء کر کے جو کمال وسعادت حاصل کرنا

چاہے کرسکتا ہے اس لیے کہ یہ چراغ قیامت تک روشن ہے۔'' (احسان البیان:۱۱۸۳)

علامہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ ﴿سِرَاجًا مُّنِيرًا﴾ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ

''آفتاب ایک وقت میں کرہ ارض کے ایک ہی پہلو کو روشن کرسکتا ہے لیکن اس سراج منیر نے وقت واحد میں جاہلیت کی ظلمت وجہالت کی تاریکی' کفر وشرک کی سیاہی' رسوم کے اندھیرے' رواج کی گھٹا' تقلید کی تیرگی کو اپنی نورانی شعاعوں سے اٹھا کر دلوں کو نور ایمان سے' دماغوں کو عقائد صحیحہ کے لمحات سے' آنکھوں کو کتابت مبین کے مطالعہ سے دھندلے تذبذب کو دلائل ساطعہ سے اور تاریک ظنون کو براہین بینہ سے روشن فرمادیا۔ (رحمۃ للعالمین:۲/۳۱۱)

علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ آیت قرآنی (سورہ احزاب آیات نمبر ۴۵۔۴۶) خطبات مدراس (خطبہ نمبر۲) میں فرماتے ہیں کہ

''آپ ﷺ عالم میں خدا کی تعلیم وہدایت کے شاہد ہیں' نیکوکاروں کو فلاح وسعادت کی بشارت سنانے والے مبشر ہیں۔ ان کو جو ابھی تک بے خبر ہیں ہوشیار اور بیدار کرنے والے نذیر ہیں۔ بھٹکنے والے مسافروں کو خدا کی طرف پکارنے والے داعی ہیں اور خود بھی نور اور چراغ ہیں۔ یعنی آپ ﷺ کی ذات اور آپ ﷺ کی زندگی راستہ کی روشنی ہے جو راہ کی تاریکیوں کو کافور کررہی ہے یوں تو ہر پیغمبر خدا کا شاہد' داعی' مبشر اور نذیر وغیرہ بن کر اس دنیا میں آیا ہے مگر یہ کل صفتیں سب کی زندگیوں میں عملاً یکساں نمایاں ہوکر ظاہر نہیں ہوئیں۔ بہت سے انبیاء تھے جو خصوصیت سے شاہد ہوئے۔ جیسے سیدنا یعقوب' سیدنا اسحاق' سیدنا اسماعیل وغیرہم علیہم السلام' بہت سے تھے جو نمایاں طور پر مبشر بنے۔ جیسے سیدنا ابراہیم' سیدنا عیسیٰ وغیرہم علیہم السلام۔ بہت سے تھے جو امتیازی حیثیت سے داعی حق تھے۔ جیسے سیدنا یوسف اور سیدنا یونس علیہما السلام لیکن وہ جو شاہد' مبشر' نذیر' داعی' سراج منیر سب کچھ بیک وقت تھا اور جس کے مرقع حیات میں یہ سارے نقش ونگار عملاً نمایاں تھے وہ صرف محمد رسول اللہ ﷺ تھے۔ یہ اس لیے ہوا کہ آپ ﷺ دنیا کے آخری پیغمبر بنا کر بھیجے گئے تھے جس کے بعد کوئی دوسرا نہ تھا۔ آپ ﷺ ایسی شریعت دے کر بھیجے گئے جو کامل تھی جس کی تکمیل کے لیے پھر کسی دوسرے کو آنا نہ تھا۔ (خطبات مدراس ص ۲۱' ۲۲۔ مطبوع اعظم گڑھ ۱۹۴۷ء/۱۳۶۶ھ)

اللہ تعالیٰ نے ان پانچ صفات جلیلہ سے آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی سے متصف فرمایا اور ان صفات حمیدہ کا عملی مظاہرہ ہمیں آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ میں قدم قدم پر دکھائی دیتا ہے۔ آپ ﷺ کے فیضان سے ۲۳ سال کے مختصر عرصے میں ایک مؤثر اور تحیر انگیز اسلامی انقلاب برپا ہوا جس نے عرب وعجم کو اپنی آغوش میں سمیٹا۔

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾

''تمہارے لیے اللہ کے رسول کی ذات میں بہترین نمونہ ہے۔'' (الاحزاب:۲۱)

کامیاب ترین پیغمبر:

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضاداری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا باب (قرآن) میں ہے کہ

''پیغمبر اسلام ﷺ تمام پیغمبروں اور دینی رہنماؤں میں سب سے زیادہ کامیاب رہے۔'' (مقالات سیرت:۲۰۱' مطبوعہ لکھنو ۱۹۱۰ء)

نبوت کا فریضہ دنیا کا سب سے مشکل فریضہ ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس مشکل کام میں سب سے زیادہ کامیابی اپنے اس بندے کو عطا کی جس کے بظاہر کامیابی کے وسائل سب سے کم تھے۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام عیش وعشرت کے گہوارہ میں پلے تھے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی قوم سب سے زیادہ مہذب اور ترقی یافتہ تھی لیکن آنحضرت ﷺ کے حالات برعکس تھے۔ آپ ﷺ نے جب اس دنیا میں قدم رکھا تو اس وقت آپ ﷺ کے والد محترم اس دنیا سے رحلت فرما چکے تھے۔ جب جوانی کی دہلیز میں قدم رکھا تو فکر معاش ایسی دامن گیر ہوئی کہ ایک دن بھی اطمینان سے بیٹھنے کو نہ ملا۔ قوم ایسی ملی جو بہت کم لکھنا پڑھنا جانتی تھی۔ جاہلی رسومات کی دلدادہ تھی اور سراسر گمراہی وجہالت میں مبتلا تھی۔ مگر آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام اس کے بندوں تک پہنچانے میں وہ شاندار کامیابی حاصل کی جو آج تک اپنی مثال آپ ہے۔ کوئی نبی بھی اپنی زندگی میں مکمل کامیابی حاصل نہیں کرسکا' ماسوائے حضرت محمد ﷺ کے کہ انہوں نے پوری طرح کامیابی وکامرانی حاصل کی اور یہ مژدہ جانفزا صرف رسول اکرم ﷺ کے مقدر میں تھا اور یہ چیز صرف آنحضرت ﷺ کو حاصل ہوئی۔

﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا﴾ (النصر: ۱ تا ۳)

''جب اللہ کی مدد اور فتح آجائے اور تو لوگوں کو اللہ کے دین میں جوق در جوق آتا دیکھ لے تو اپنے رب کی تسبیح کرنے لگ جا حمد کے ساتھ اور اس سے مغفرت کی دعا مانگ' وہ بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا ہے۔''

ان آیات کی تفسیر میں مولانا حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ

''اللہ کی مدد کا مطلب' اسلام اور مسلمانوں کا کفر اور کافروں پر غلبہ ہے اور فتح سے مراد فتح مکہ ہے جو نبی ﷺ کا مولد ومسکن تھا لیکن کافروں نے آپ ﷺ کو اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو وہاں ہجرت کرنے پر مجبور کردیا تھا۔ چنانچہ جب ۸ ہجری میں یہ مکہ فتح ہوگیا تو لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہونا شروع ہوگئے جب کہ اس سے قبل ایک ایک دو دو افراد مسلمان ہوتے تھے۔ فتح مکہ سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ آپ ﷺ اللہ کے سچے پیغمبر ہیں اور دین اسلام حق ہے جس کے بغیر نجات اخروی ممکن نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یعنی یہ سمجھ لے کہ تبلیغ رسالت اور حقائق حق کا فرض' جو تیرے ذمے تھا پورا ہوگیا' اب تیرا دنیا سے کوچ کرنے کا مرحلہ قریب آگیا ہے۔ اس لیے حمد وتسبیح الٰہی اور استغفار کا خوب اہتمام کر۔ اس سے معلوم ہوا کہ زندگی کے آخری ایام میں ان چیزوں کا اہتمام کثرت سے کرنا چاہیے۔'' (احسن البیان:۱۷۵۱)

اسلامی سلطنت کا قیام:

سن ۱ھ میں مدینہ منورہ کے چند محلے اسلامی مملکت کہلانے لگے اور دس (۱۰ھ) تک مسلمانوں کی تعداد میں

سرعت کے ساتھ اضافہ ہونے لگا۔ جب ۱۱ھ میں رسول اکرم ﷺ کا وصال ہوا تو مسلمانوں کے قبضہ میں دس لاکھ مربع میل علاقہ آچکا تھا اس کے بعد ابھی آنحضرت ﷺ کی وفات کو ۱۵ سال بھی پورے نہ ہوئے تھے کہ مسلمان ایشیا' یورپ اور افریقہ کے تین بر اعظموں پر چھا گئے اور خلیفہ ثالث سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مسلمانوں نے اسپین میں قدم جمائے اور قسطنطنیہ کا محاصرہ کرلیا۔

مسلمان ترقی کی منزل کی طرف:

عرب میں جاہل اور اجڈ قوم یکا یک دنیا کی توجہ کا مرکز بن گئی۔ عرب کے لوگ جو خانہ بدوشوں کی طرح زندگی گزارتے تھے' بھیڑ بکریاں اور اونٹ چراتے تھے' گمنامی کی حالت میں ریگستانوں میں مارے مارے پھرتے تھے' ان میں اللہ تعالیٰ نے ایسا عالی شان اور بے نظیر پیغمبر مبعوث فرمایا جس نے ان بدوؤں اور صحرا نوردوں کی کایا پلٹ دی۔ جن لوگوں کو حقیر سمجھا جاتا تھا وہ دنیا کی نظر میں معزز اور ممتاز بن گئے اور یہ تبدیلی اتنی جلدی اور سرعت کے ساتھ کیسے وجود میں آئی۔ ڈاکٹر محمد آصف قدوائی مرحوم لکھتے ہیں کہ

''اس بے مثال اور محیر العقول عروج کا سرچشمہ آنحضرت ﷺ کی دلکش و دلنواز شخصیت تھی۔ آپ کی حیرت انگیز شخصی کشش اور آپ کے اصولوں کی ہمہ گیر صداقت نے ہر گوشہ اور ہر طبقہ کو اپنی طرف کھینچ لیا تھا۔ چاروں طرف عقیدت کے بے مثال جذبات پیدا کر دیئے تھے۔ یہ آپ کے اعلیٰ شخصی صفات' عزم کی صلابت اور پر خلوص شفقت کا اثر تھا کہ آپ کی قوم آپ کے ابرو کی جنبش پر نثار ہونے کو ہر وقت تیار رہتی تھی۔'' (مقالات سیرت: ص ۲۰۴' مطبوع لکھنو ۱۹۶۰ء)

آنحضرت ﷺ کی شخصیت:

آنحضرت ﷺ کی ذات ہمیں ایک معیاری شخصیت کی حامل نظر آتی ہے جو دس برس کے مختصر عرصہ میں ایک نئے مذہب' ایک نئے تمدن' ایک نئے فلسفہ حیات اور ایک نئی شریعت کی بنیاد رکھ کر ایک نئی قوم پیدا کرتی ہے اور سلف پرستی' توہم پرستی' ضد اور مخالفت کے باوجود گویا کہ اس (قوم) کی خواہش اور ارادہ کے خلاف اس کو روحانی و مادی ترقی کی شاہراہ پر گامزن کر دیتی ہے۔

پیغمبر ﷺ کی شخصیت کی جامعیت' آپ کے ارادہ کو پختگی' آپ کی دعوت کی تاثیر' آپ کے پیغام کی صداقت' آپ کی نیت کے اخلاص' آپ کے اخلاق کی پاکیزگی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت و عنایت سے افق عرب سے رفتہ رفتہ تمام تاریکیاں رفع ہوگئیں اور ایک نئی صبح کا پرچم لہرانے لگا۔ ایک متحدہ قومیت' ایک متحدہ حکومت اور ایک متحدہ تمدن' ایک منضبط قانون' ایک مکمل شریعت اور ایک ابدی مذہب کا درخشندہ دور وجود میں آگیا۔

علامہ سید سلیمان ندویؒ فرماتے ہیں کہ

''اسلام کی نگاہ میں آپ کی حیات ایک مسلمان کے لیے کامل نمونہ ہے۔ اس لیے اس نمونہ کے تمام پہلو سب کے سامنے ہونے چاہئیں اور جب وہ سب کے سامنے ہیں' اس سے ثابت ہوگا کہ آپ کی زندگی کے سلسلہ کی کوئی کڑی گم نہیں' کوئی واقعہ زیر پردہ نہیں' جو کچھ ہے وہ تاریخ کے صفحات میں آئینہ ہے۔ یہی ایک ذریعہ کسی کی زندگی کے کامل معصوم اور بے گناہ یقین کرنے کا ہے۔ نیز ایسی ہی زندگی جس کے ہر پہلو اس طرح روشن ہوں انسان کے لیے نمونہ کا کام دے سکتی ہے۔

دنیا میں بابل' ہندوستان وچین' مصر وشام ویونان اور روم میں بڑے بڑے تمدن پیدا ہوئے۔ اخلاق کے بڑے بڑے نظریئے قائم کیے گئے۔ تہذیب وشائستگی کے بڑے بڑے اصول بنائے گئے۔ اٹھنے بیٹھنے' کھانے پینے' ملنے جلنے' پہننے اوڑھنے' رہنے سہنے' سونے جاگنے' شادی بیاہ' مرنے جینے' غم وسرت' دعوت وملاقات' مصافحہ وسلام' غسل وطہارت' عیادت وتعزیت' تبریک وتہنیت' دفن وکفن کے بہت سے رسوم وآداب' شرائط اور ہدایات مرتب ہوئے اور ان سے قوموں کی تہذیب' تمدن اور معاشرت کے اصول بنائے گئے۔ یہ اصول صدہا سال میں بنے' پھر بھی بگڑ گئے۔ صدیوں میں ان کی تعمیر ہوئی۔ تاہم وہ فنا ہو گئے لیکن اسلام کا یہ تمدن چند برسوں میں بنا' تعمیر ہوا اور ۱۴ سو برس سے کل روئے زمین کی سینکڑوں مختلف اقوام میں یکسانی کے ساتھ قائم ہے۔ کیونکہ اس کا ماخذ ایک ہے اور وہ پیارے نبی محمد رسول اللہ ﷺ کی زندگی ہے۔ اس زندگی کے آئینہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی زندگیاں سجائیں اور ان کا عکس تابعین نے اتارا' اسی طرح وہ تمام دنیائے اسلام کا عمل اور رسم بن گئی۔ وہ مقدس مرکزی نقطہ تھی' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کو خط اور بعد کی نسلوں نے اس کو دائرہ بنا دیا۔ وہ تمدن آج گو کامل نہیں مگر اس کے نقش قدم اب بھی ہیں اور اسی پر کل مسلمان چل رہے ہیں۔ ایک محمد رسول اللہ ﷺ کی زندگی تھی جو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی بن گئی اور وہی دنیائے اسلام کی زندگی بن گئی اور وہ کامل تصویر آج بھی ہم میں موجود ہے۔ افریقہ' ہندوستان کا کوئی قبیلہ جب آج عیسائی ہوتا ہے تو اس کو مذہب گو انجیل سے تمدن وتہذیب اور عملی زندگی کا سبق یورپ کے ساختہ تمدن سے سکھایا جاتا ہے لیکن وحشی سے وحشی قبیلہ جو مسلمان ہوتا ہے اس کو جہاں سے مذہب ملتا ہے وہیں سے تمدن وتہذیب وشائستگی کا سبق بھی ملتا ہے۔ مسلمان ہونے کے ساتھ پیغمبر اسلام کی پوری زندگی انسانی ضروریات اور حالات کے ساتھ اس کے سامنے آجاتی ہے اور یہ بولتی چالتی' جیتی جاگتی تصویر ہر مسلمان کی زندگی کی حالت اور کیفیت کا آئینہ بن جاتی ہے۔ (خطبات مدراس: ۸۵'۸۶ مطبوعہ اعظم گڑھ ۱۹۴۷ء/۱۳۶۶ھ)

دعوت اسلام کی بنیاد توحید پر ہے:

دعوت اسلام کی بنیاد توحید پر ہے اور اس کا لازمی نتیجہ نوع انسانی کی وحدت کا اعتراف ہے۔ دنیا کی تمام قوموں میں صرف مسلمان ہی اللہ تعالیٰ کی یکتائی اور بے مثالی پر مکمل عقیدہ رکھتے ہیں باقی تمام مذہبی جماعتیں وحدت کی قائل نظر نہیں آتیں۔ کہیں تثلیث کا چرچا ہے کہیں کسی اور نقطہ نظر کی حمایت ہے۔ اکثر مذاہب اپنے بانیوں کے نام سے منسوب ہوئے لیکن آنحضرت ﷺ کا دین صرف اسی نام سے مشہور ہوا جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے تجویز فرمایا تھا:

﴿إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ﴾ (ال عمران: ۱۹)

''بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسلام ہی دین ہے۔''

یہ بھی آپ ﷺ کی فریضۂ نبوت کی کامیاب ادائیگی کی ایک روشن دلیل ہے۔

حیاتِ رحمتِ دو عالم ﷺ

تحریر: جناب مولانا میر افضل عوان

خالق کائنات کی طرف سے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار کے قریب انبیاء کرام مبعوث فرمانے، 3 آسمانی کتابیں اور لاتعداد صحیفے نازل کئے جانے کے باوجود یہاں بنی اسرائیل جیسی سرکش اور اسی قبیل کی دیگر نافرمان قوموں کی وجہ سے دنیا جہالت کی تاریکیوں میں ڈوبی ہوئی تباہی کے دھانے پر پہنچ چکی تھی کہ رحمت الٰہی کو جوش آیا اور نسل آدم بالخصوص جہنم کے کنارے پر پہنچنے والے اہل عرب کی اصلاح اور نجات کیلئے حضرت محمد ﷺ کو نبی بنا کر دنیا میں بھیجا تاکہ انسان کو راہ راست پر لایا جاسکے، قرآن کریم میں اس حوالہ سے ارشاد ربانی ہے کہ

''(اے محمد!) کہہ دو کہ لوگو! میں تم سب کی طرف خدا کا بھیجا ہوا ہوں (یعنی اس کا رسول ﷺ) (وہ) جو آسمانوں اور زمین کا بادشاہ ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی زندگانی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے تو خدا پر اور اس کے رسول پیغمبر امی ﷺ پر ایمان لاؤ جو خدا پر اور اسکے (تمام) کلام پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کی پیروی کرو تاکہ ہدایت پاؤ۔'' (الاعراف)

یہ آیت سید عالم ﷺ کی عالمگیر رسالت کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ تمام خلق کے رسول ﷺ ہیں، بخاری و مسلم کی حدیث ہے حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں پانچ چیزیں مجھے ایسی عطاء ہوئیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہ ملیں، ہر نبیؑ خاص قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا اور میں سُرخ و سیاہ کی طرف مبعوث کیا گیا، میرے لئے غنیمتیں حلال کی گئیں اور مجھ سے پہلے کسی کے لئے نہیں ہوئی تھیں، میرے لئے زمین پاک اور پاک کرنے والی (قابلِ تیمم) اور مسجد بنا دی گئی جس کسی کو کہیں نماز کا وقت آئے وہیں پڑھ لے، دشمن پر ایک ماہ کی مسافت تک میرا رعب ڈال کر میری مدد فرمائی گئی، اور مجھے شفاعت عنایت کی گئی۔ مسلم شریف کی حدیث میں یہ بھی ہے کہ میں تمام خلق کی طرف رسول ﷺ بنایا گیا اور میرے ساتھ انبیاءؑ ختم کئے گئے۔

آپ ﷺ اخلاق اور شرم وحیا کے حوالہ سے ایک مثالی شخصیت تھے اور نہ ہی آپ ﷺ نے نازیبا بات کی اور نہ کبھی برداشت کی۔ اس حوالہ سے ایک حدیث مبارکہ میں آتا ہے' سیدنا ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ

رسول کریم ﷺ پردہ میں رہنے والی کنواری لڑکی سے بھی زیادہ باحیا تھے، جب کوئی خلاف مزاج بات (طبعی طور پر غیر پسندیدہ یا غیر شرعی ہونے کی وجہ سے) پیش آجاتی تو ہم آپ ﷺ کے چہرہ مبارک سے آپ ﷺ کی ناگواری کو محسوس کر لیتے۔ (بخاری ومسلم)

بلاشبہ آپ ﷺ رحمت للعالمین ہیں اور اس کی گواہی خود خالق کائنات دے رہا ہے کہ

''اور ہم نے آپ ﷺ کو تمام جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔'' (الانبیاء)

اسی طرح ایک اور مقام پر اللہ پاک نے فرمایا کہ

''بیشک (اے نبی ﷺ) ہم نے آپ ﷺ کو ایک کھلم کھلا فتح دی ہے۔'' (محمد)

آپ ﷺ کی شان بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ

''یقیناً ہم نے تجھے (حوض) کوثر (اور بہت کچھ) دیا ہے۔'' (الکوثر)

قرآن کریم میں رسول کریم ﷺ کی عظمت بازے متعدد مقامات پر ارشادات الٰہی موجود ہیں ایک اور جگہ فرمایا گیا کہ ''ہم نے تیرا ذکر بلند کر دیا۔'' (الانشراح)

یعنی پیغمبروں اور فرشتوں میں آپ ﷺ کا نام بلند ہے، دنیا میں تمام سمجھدار انسان نہایت عزت و وقعت سے آپ ﷺ کا ذکر کرتے ہیں۔ غور فرمایئے کہ اذان، اقامت، خطبہ، کلمہ طیبہ اور التحیات وغیرہ میں اللہ تعالیٰ کے نام کے بعد آپ ﷺ کا نام لیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے جہاں بندوں کو اپنی اطاعت کا حکم دیا ہے وہیں ساتھ، ساتھ آپ ﷺ کی فرمانبرداری کی تاکید کی ہے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ یہ پیشین گوئی اللہ تعالیٰ نے اس وقت کی تھی جب مکہ کے لوگوں کے علاوہ آپ ﷺ کو کوئی جانتا تک نہ تھا اور وہ بھی آپ ﷺ کے دشمن اور آپ ﷺ کی ہستی کو دنیا سے ختم کر دینے پر تلے ہوئے تھے۔ قرآن کی یہ پیشینگوئی خود قرآن کی صداقت پر کھلا ہوا ثبوت ہے۔ اس وقت کون یہ اندازہ کرسکتا تھا کہ آپ ﷺ کا ذکر خیر اس شان کے ساتھ اور اتنے وسیع پیمانے پر ہوگا۔

آپ ﷺ کی آمد مبارک کی بشارت انجیل میں بھی موجود ہے۔ آپ ﷺ دعائے ابراہیمؑ بن کر آئے:

''اے ہمارے رب! ان میں انہیں میں سے رسول بھیج جو ان کے پاس تیری آیتیں پڑھے، انہیں کتاب وحکمت سکھائے اور انہیں پاک کرے یقیناً تو غلبہ والا حکمت والا ہے۔'' (البقرۃ)

اسی طرح آپ ﷺ بشارت عیسیٰؑ بن کر آئے

''اور جب مریم کے بیٹے عیسیٰؑ نے کہا اے (میری قوم) بنی اسرائیل! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسولؐ ہوں، مجھ سے پہلے کی کتاب تورات کی میں تصدیق کرنے والا ہوں اور اپنے بعد آنے والے ایک رسول ﷺ کی میں تمہیں بشارت (خوشخبری) سنانے والا ہوں جن کا نام احمد ﷺ ہے۔'' (الصف)

پیغمبر دو جہاں ﷺ اس دنیا میں اس حالت میں تشریف لائے کہ آپ ﷺ کی ولادت باسعادت سے قبل ہی آپ ﷺ کے والد گرامی اس دنیا سے رحلت کر چکے تھے، آپ ﷺ جب چھ سال کی عمر کو پہنچے تو ماں کی

آپ ﷺ کی آمد مبارک کی بشارت انجیل میں بھی موجود ہے۔ آپ ﷺ دعائے ابراہیمؑ بن کر آئے: ''اے ہمارے رب! ان میں انہیں میں سے رسول بھیج جو ان کے پاس تیری آیتیں پڑھے، انہیں کتاب وحکمت سکھائے اور انہیں پاک کرے یقیناً تو غلبہ والا حکمت والا ہے۔'' (البقرۃ)

شفقت سے بھی محروم ہو گئے اور آٹھ سال کی عمر میں دادا جان کا سایہ عاطفیت بھی نہ رہا جس کے بعد آپ ﷺ کے چچا ابو طالب نے آپ ﷺ کے سر پر دست شفقت رکھا۔ آپ ﷺ بچپن سے ہی محنت کے عادی تھے اور اپنی نوعمری میں بکریاں چراتے تھے۔ جب جوانی کی دہلیز پر قدم رکھا تو تجارت کو روزگار کے طور پر منتخب کیا، بعدازاں آپ ﷺ نے اپنے چچا سے مشاورت کے بعد 25 سال کی عمر میں سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا۔ آپ ﷺ نے نبوت سے پہلے نہ تو کبھی شراب کو منہ لگایا نہ ہی آستانوں کا ذبیحہ کھایا اور نہ ہی غیر اللہ کی نذر و نیاز کو ہاتھ تک لگایا، جب آپ ﷺ کی عمر 40 سال کی ہوئی تو آپ ﷺ نے گوشہ نشینی اختیار کر لی اور زیادہ وقت غار حرا میں عبادت و ریاضت اور تفکر میں گزارتے، جہاں رمضان المبارک کی ایک شب اللہ پاک کی طرف سے جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور ختم المرسلین ﷺ کے سر مبارک پر کائنات کی سرداری کا تاج سجا دیا، ارشاد ہوا کہ

''پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا، جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا، تو پڑھتا رہ تیرا رب بڑے کرم والا ہے، جس نے قلم کے ذریعے (علم) سکھایا جس نے انسان کو وہ سکھایا جسے وہ نہیں جانتا تھا۔'' (سورۃ علق)

پھر کئی دن گزرنے کے بعد ایک دن آپ ﷺ چادر اوڑھے محو استراحت تھے کہ رب کائنات کی طرف سے دوسری وحی نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ

''اے کپڑا اوڑھنے والے، کھڑا ہو جا اور آگاہ کر دے اور اپنے رب ہی کی بڑائیاں بیان کر۔'' (مدثر)

جس کے بعد آپ ﷺ نے مکہ کی تیرہ سالہ زندگی میں اللہ کی توحید اور اس کی یکتائی کا پرچم بلند کیے رکھا۔ اس دوران آپ ﷺ کو بہت زیادہ مصائب و آلام کا سامنا کرنا پڑا، آپ ﷺ کو راہ حق سے دور کرنے کیلئے کیا کیا لالچ نہ دیئے گئے یہاں تک کہ مکہ کی سرداری کا عہدہ بھی پیش کیا گیا مگر آپ ﷺ کو کسی بھی طریقے سے راہ راست سے پھسلایا نہ جا سکا۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد آپ ﷺ پریشان رہنے لگے، دوسری طرف کفار مکہ نے مظالم کی انتہا کر رکھی تھی، اللہ تعالیٰ نے ان کٹھن حالات میں آپ ﷺ کے غم کو ہلکا کرنے کیلئے آپ ﷺ کو معراج کروائی، آپ ﷺ نے اس سفر میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ اور مسجد اقصیٰ سے سدرۃ المنتہیٰ اور بیت المعمور کا نظارہ کیا جس سے آپ ﷺ کو اللہ کا قرب حاصل ہوا اور ساتھ ہی اپنے رب سے ہم کلام ہونے کا شرف بھی حاصل ہوا، جس کے بعد آپ ﷺ اللہ کے حکم سے مکۃ المکرمہ چھوڑ کر یثرب کی طرف ہجرت کر گئے اور کچھ ہی دنوں میں یثرب مدینۃ النبی ﷺ کے نام سے مشہور ہو گیا اور اسے اسلامی ریاست کا پہلا دارالخلافہ بننے کا اعزا حاصل ہوا۔ آغاز اسلام سے ہی کفار مکہ اور مسلمانوں کے درمیان شروع ہونے والی کشیدگی بڑھتی گئی اور کفر و اسلام کے درمیان کئی جنگیں بھی ہوئیں جن میں زیادہ تر مشہور جنگ بدر، جنگ احد، جنگ احزاب، جنگ خیبر اور جنگ تبوک ہیں۔ آٹھ ہجری کو مکہ فتح ہوا اور دس ہجری میں آپ ﷺ نے کم و بیش سوا لاکھ صحابہ کرامؓ کے ساتھ فریضہ حج ادا فرمایا اور میدان عرفات میں تاریخی خطبہ حج ارشاد فرمایا، اسی دوران میں اللہ تعالیٰ نے یہ وحی نازل فرما کر اسلام کے مکمل ہونے کا اعلان فرما دیا کہ

''آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنا انعام بھرپور کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہو گیا۔'' (المائدہ)

حجۃ الوداع سے واپس مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد آپ ﷺ کی طبیعت 29 صفر کو بگڑ گئی اور آپ ﷺ تیرہ چودہ روز تک سخت علیل رہے، اس حالت میں بھی آپ ﷺ اکثر نمازوں کی امامت خود ہی فرماتے، جب آپ ﷺ کی علالت شدت اختیار کر گئی تو آپ ﷺ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امام مقرر فرما دیا جنہوں نے آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں سترہ نمازوں کی امامت کا شرف اور اعزاز حاصل کیا۔

بارہ ربیع الاول طلوع آفتاب کے بعد آپ ﷺ پر بار بار غشی پڑنے لگی، اس کے باجود آپ ﷺ نے مسواک کی اور اپنے سامنے پڑے پانی کے پیالہ میں دونوں ہاتھ ڈبو کر اپنے چہرے انور پر ملتے رہے اور ساتھ ہی فرماتے تھے: ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، موت کی بڑی تکلیف ہے'' اسی کیفیت میں رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا، ''چونکہ مرض الموت کی ابتداء کے دن و تاریخ اور وفات کے دن و تاریخ کے بارے میں اختلافی اقوال ہیں' اس لئے تعین کے ساتھ یہ کہنا بھی مشکل ہے کہ آپ ﷺ کتنے دن مرض الموت میں مبتلا رہے۔ چنانچہ علماء کرام نے لکھا ہے کہ مذکورہ اختلاف اقوال کی بناء پر آپ ﷺ بارہ یا اٹھارہ دن بیمار رہے اور علماء کرام کے معتمد قول کے مطابق 12 ربیع الاول دوشنبہ (پیر) کے دن اس دار فانی سے آپ ﷺ نے انتقال فرمایا۔ منقول ہے کہ اس وقت جب کچھ لوگوں کو تردد ہوا کہ آپ ﷺ کی روح مبارک، جسد پاک سے پرواز کر گئی ہے یا نہیں تو سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے آنحضرت ﷺ کے جسد پاک پر شانوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر دیکھا اور کہا: رسول اللہ ﷺ اس جہان فانی سے کوچ فرما چکے ہیں۔ ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وفات کے دن میں نے اپنا ہاتھ سرکار دو عالم ﷺ کے سینہ مبارک پر رکھ کر دیکھا تھا اس دن کے بعد سے کئی ہفتوں تک میرے (اس ہاتھ سے مشک کی خوشبو آتی رہی حالانکہ میں ہر کھانے کے وقت (اور ویسے بھی وضو وغیرہ) پابندی سے ہاتھ دھویا کرتی تھی۔

چنانچہ علماء کرام نے لکھا ہے کہ مذکورہ اختلاف اقوال کی بناء پر آپ ﷺ بارہ یا اٹھارہ دن بیمار رہے اور علماء کرام کے معتمد قول کے مطابق 12 ربیع الاول دوشنبہ (پیر) کے دن اس دار فانی سے آپ ﷺ نے انتقال فرمایا۔

ان احادیث مبارکہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رسول کریم ﷺ اپنے وصال کے آخری ایام میں شدید تکلیف میں مبتلا تھے۔ دوسرے یہ کہ آپ ﷺ کی تاریخ پیدائش بارے تو مختلف روایات ہیں مگر ان کے ہاں 12 ربیع اول کو وصال کے حوالہ سے زیادہ ابہام موجود نہیں۔ غور فرمائیے کہ ان کے وصال کے وہ ایام جب آپ ﷺ مرض الموت کی وجہ سے شدید تکلیف میں مبتلا تھے یہ صورتحال ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے۔

مسلمان اور جدید سائنس

جناب پروفیسر عبدالرؤف

اٹھارہویں صدی عیسوی میں یورپ کے اندر جہاں مختلف انقلابات آئے وہیں ایک بڑا انقلاب علمی اور سائنسی انقلاب تھا، ''جدید سائنس'' کی اصطلاح اسی وقت کی پیداوار ہے۔ پھر انیسویں صدی میں یہ علم اپنے دور عروج میں داخل ہو گیا، یہ وہ وقت تھا جب دنیا میں مسلمان ہر میدان میں تنزل وتخلف کا شکار ہو رہے تھے۔

''اسباب زوالِ امت مسلمہ'' کے موضوع پر لب کشائی اور خامہ فرسائی کرنے والے آج تک سائنس کے میدان میں مسلمانوں کے پچھڑے پن کا رونا روتے ہیں، حالانکہ مسئلے کی اصل حقیقت پر غور کیا جائے تو میرے اپنے خیال میں مسلمانانِ عالم اس معاملے میں کئی قسموں میں منقسم نظر آتے ہیں۔

پہلی قسم ان لوگوں کی ہے جو ''دین دار'' نظر آتے ہیں اور ان علوم کے حصول کو کسی فتنے سے کم نہیں سمجھتے۔ حالانکہ ان علوم کے حصول میں انسان آزاد ہے، اپنے دین کی پابندی کرتے ہوئے اسے سائنسی علوم حاصل کرنے میں کوئی شرعی رکاوٹ نہیں۔

دوسری قسم ان روشن خیالوں کی ہے جن پر مغربیت کا ایسا بھوت سوار ہے کہ ان کی نظروں میں سائنس اور جدید علوم ہی اصل علوم ہیں، انہیں اسے حاصل کرنا چاہیے، دین وایمان رہے یا نہ رہے، ان کے یہاں قرآن اور گیتا سب ایک جیسے ہیں، بلکہ اگر کہیں قرآن وسائنس کا بظاہر تعارض نظر آیا تو سائنس مقبول ومنظور ہے اور قرآن سمجھ سے بالاتر قرار دیا جاتا ہے۔ یہ ان پڑھے لکھے (جاہل) لوگوں کی سب سے خراب قسم ہے جو کچھ بھی تو ہو سکتے ہیں لیکن ان کے لئے ایک مسلمان ہونا مشکل بات ہے۔

تیسری قسم ان معتدل مسلمانوں کی ہے جو دینی علوم کے ساتھ عصری علوم بشمول سائنسی علوم کا بھی التزام کرتے ہیں اور بعض دینی مدارس میں یہ نظام چل رہا ہے، اور الحمد للہ یہ کافی حد تک متوازن اور محمود کوشش ہے، لیکن اس امتزاج کے ساتھ ایک خدشہ برابر دامن گیر رہتا ہے اور وہ ہے۔ طلب الکل فوت الکل

بہرکیف مذکورہ اقسام کو مدنظر رکھتے ہوئے اور اپنے دین کو مقدم رکھنے کے ساتھ ساتھ ان علوم کی اہمیت کو دیکھتے ہوئے ایک چوتھی قسم کا اضافہ ناگزیر معلوم ہوتا ہے۔ وہ اس طرح سے کہ نہ تو دین داری کے نام پر ہمارے اندر سائنس سے بیزاری پیدا ہو اور نہ ہی اسلام و ایمان گنوا کر کوئی علم حاصل کیا جائے۔ بلکہ ہمیں اپنی روشن تاریخ کو سامنے رکھتے ہوئے اور اسلاف امت کو نمونہ مانتے ہوئے اس میدان میں اترنا چاہیے۔ یہ ایک ثابت شدہ بات ہے کہ موجودہ دور کی جدید سائنس ہمارے اسلاف کے کارناموں کا نتیجہ اور ان کی محنتوں کا ثمر ہے۔ ان کی ایجادات سے ہماری نسل نو بالکل لاعلم و بے خبر ہے۔ اسی لاعلمی کی بناء پر آج ہم اغیار کی سائنسی ترقی کے گن گاتے ہیں۔ حالانکہ موجودہ سائنسی ترقی کی بنیاد ہمارے اسلاف ہی کے نظریات پر قائم ہوئی ہے۔

علم طب وصیدلہ

☆ ابن سینا علم طب کا ایسا ماہر اور قابلِ ایجاد عالم تھا جس کے طبی قوانین آج بھی علم طب کے اندر اصول کی حیثیت رکھتے ہیں، اس کی کتاب ''القانون لابن سینا'' بڑی مشہور ہے۔

☆ حسین بن اسحاق الفارابیؒ عباسی دور کا بڑا طبیب تھا، اس نے آنکھ کی بیماری کے سلسلے میں ''عشر مقالات فی العین'' اور ''کتاب المسائل فی العین'' لکھی۔

☆ ابوبکر بن محمد زکریا الرازیؒ طریقہ، مطب، نظام ہسپتال اور نظریہ جراثیم کے بانی ہیں، انہوں نے خسرہ کے سلسلے میں ایک کتابچہ ''الحصباء'' کے نام سے لکھا جو آج بھی مستند مانا جاتا ہے۔

☆ ابوالقاسم خلف بن عباس الزہراویؒ نے آلاتِ جراحیہ ایجاد کیے، یہ آنکھ، دانت، پتھری، مثانہ اور ولادت وغیرہ کے بڑے ماہر معالج اور طبیب شمار کئے جاتے ہیں۔

☆ ابن النفیسؒ نے پھیپھڑے اور دل کے درمیان دوران خون کا انکشاف کیا۔

☆ ابن البیطارؒ نے اپنی مشہور تصنیف ''الجامع فی الادویۃ المفردۃ'' کو جسمانی تکلیف کے علاج کے مطابق ترتیب دی۔

☆ ابوریحان البیرونیؒ نے صیدلہ پر کتاب الصیدلۃ فی الادویۃ المفردۃ'' لکھی جس کا انگریزی ترجمہ ہمدرد نیشنل فاؤنڈیشن کراچی سے شائع ہو چکا ہے، ان کے علاوہ رشید الدین ابوحلیقہ نے ''المختار فی الف عقار'' لکھی جس کے اندر اسباب مرض اور ان کی دواؤں کے بارے میں معلومات کا ذخیرہ جمع کیا۔ ابن رشد اندلسیؒ نے امراض کے سلسلے میں مختلف دوائیں تجویز کی ہیں۔ اسی طرح سے طب بیطرہ (علاج حیوانات) مسلم اطباء ہی کی ایجاد ہے۔

علم الجبرا (Algebra)

یہ اپنے نام ہی سے اپنے موجد کو ثابت کر رہا ہے، یعنی عرب کے ماسوا اس علم کا موجد کوئی اور نہیں ہو سکتا۔ یہ سہرا موسیٰ بن الخوارزمیؒ کے سر جاتا ہے، ان کی کتاب کا نام ''الجبر والمقابلۃ'' ہے، ان کے علاوہ ابوبکر محمد حسن الکرجیؒ ہیں، ان کی کتاب کا نام ''الفخری فی الجبر والمقابلۃ'' ہے۔ عمر بن ابراہیم الخیامؒ اور ابوالوفاء البوزجانی بھی اس فن کے ماہرین میں سے ہیں یہ سب دیندار ہونے کے ساتھ ساتھ الجبراء و دیگر علوم کے اندر اپنے وقت کے امام مانے جاتے تھے۔

علم الہندسہ (Geometry)

مثلثات (Tragnomatry) کو مستقل علم قرار دینے والے ابوعبداللہ محمد بن جابر التیمیؒ ہیں۔ ان کے علاوہ ہندسہ کے مشہور مصنفین الخوارزمی، البوزجانی، ثابت بن قرۃ، خازن بصری، ابن الہیثم اور ابوریحان البیرونی رحمہم اللہ ہیں جن کی کتاب ''استخراج الاوتار فی الدائرۃ'' ہے۔

ریاضی، علم الحساب

الجبراء اور علم ہندسہ کے علاوہ ریاضی اور علم الحساب کے باب میں مسلمانوں کی بڑی گراں قدر خدمات ہیں، جنہیں کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ الخوارزمی نے علم

ریاضی میں وہ کمال حاصل کیا کہ آج کی ترقی یافتہ دنیا بھی ان کی ذہانت کی داد دیتی ہے۔ ریاضی کے اندر الگورزم (Algoorizm) الخوارزمی ہی کے نام سے منسوب کیا گیا ہے۔ آج اہل یورپ میں جو اعداد وشمار اپنائے جاتے ہیں وہ خوارزمی ہی کی دین ہے حتیٰ کہ گنتیاں (1230000090) کو عربوں ہی نے سب سے پہلے یورپ کو روشناس کرایا ورنہ ان کے یہاں رومن لکیریں چلتی تھیں اور علم الحساب میں صفر (Zero) کو استعمال کرنے اور اس سے استفادہ کرنے کا اصول عربوں کا تیارہ کردہ ہے۔

(Physics)

فزکس میں اہل یورپ نے بعد کے دور میں جو کچھ کیا وہ مسلم علماء کی مرہون منت ہے۔ حسن ابن الہیثمؒ کی شخصیت مسلم سائنسدانوں میں نگینے کی حیثیت رکھتی ہے، یہ پہلا سائنسدان ہے جس نے انعکاس نور کے سلسلے میں بطلیموس سکندری کے نظریات کو غلط ثابت کیا، اور اپنی مایہ ناز کتاب ''المناظر'' میں علم ضوء اور بصریات سے متعلق بہترین معلومات اکٹھی کی ہیں، دور جدید کے علمائے مغرب ابن الہیثم سے کافی حد تک متاثر ہیں۔ اسی طرح خازن البصری نے اپنی کتاب ''میزان الحکمۃ'' کے اندر معادن، سوائل، اجسام صلبہ اور ضغط جوی جیسے محیر العقول امور پر معلومات فراہم کی ہیں۔ فزکس میں ابن سینا کی کتاب ''شفاء النفوس'' اور خوارزمی کی ''مفاتیح العلوم'' بڑی اہمیت کی حامل ہیں اور عبدالرحمٰن الخازانی (وفات: 550ہجری) کو فزکس کا امام مانا گیا ہے، کیونکہ وہ اس فن میں اپنے استاذ ابن سینا اور البیرونی سے بھی سبقت لے گئے ہیں۔

(Chemistry)

دیگر دوسرے شعبوں کی طرح اس شعبے میں بھی مسلمانوں نے جو حیرت انگیز علمی خزانہ جمع کیا ہے کہ اہل یورپ و یونان اس کے پائے سنگ کو بھی نہ پہنچے۔

دنیا کے تمام محققین کا اتفاق ہے کہ دنیا کا سب سے پہلا کیمیا دان جابر بن حیان الکوفی تھا جس نے اس شعبے میں مستقل کتابیں لکھی ہیں، مثلاً ''کتاب المجمع'' ''کتاب الاستشمام'' اور کتاب ''ترکیب الکیمیا'' وغیرہ جن میں سے اکثر لاطینی زبان میں مترجم ہیں۔ دوسرا کیمیادان عزالدین بن محمد ہیں جنہوں نے سب سے پہلے کیمیاوی تاثیر سے پیدا ہونے والے بخار اور بھاپ کے مضر اثرات سے انسان کو آگاہ کیا تھا۔ ان کی مشہور تصنیفات میں سے ''نتائج الفکر فی احوال الحجر'' البدر المنیر فی معرفۃ اسرار الاکسیر'' اور ''اسرار المیزان'' ہیں اور زکریا الرازی نے اپنی کتاب ''کتاب الاسرار'' اور ''کتاب سیر الاسرار'' میں کیمیا کے تجرباتی آلات و ادوات کا وصف بیان کیا ہے۔ تیرہویں صدی عیسوی میں حسن الرماح نے بارود پھٹنے پر ہونے والے مضر اثرات کی پوری معلومات اپنی تصنیف میں جمع کیں جو بعد میں اہل مغرب کے بارودی انکشافات اور تجربات کے لئے مشعل راہ ثابت ہوئیں۔ ان کے علاوہ مسلم مجریطی صاحب ''غایۃ الحکیم'' ابن الذھبی اندلسی، ابن السمح اندلسی، ابن الصفار اور ابوالقاسم العراقی ہیں جنہوں نے علم کیمیا کے اندر بعد کے لوگوں کے لئے کافی علمی آثار چھوڑے ہیں۔

[illegible]

علم الھیئت اور فلکیات کے میدان میں مسلمانوں کی ریسرچ اس وقت کے لوگوں کے لئے محیر العقول تھی، اگر ان کی ریسرچ کا وہی سلسلہ جاری رہتا تو بہت پہلے ہی مسلمان فضا کو مسخر کر لیتے، یا بالفاظ دیگر سب سے پہلا جہاز مسلمانوں ہی کے ہاتھوں اڑایا جاتا۔ اسی طرح سے بحریات میں بھی مسلمانوں کی نمایاں خدمات ہیں۔ قرون اولیٰ ہی کے مسلمان مجاہدین نے ایسا قطب نما چند ایام میں تیار کر دیا تھا جس سے آج بھی کوئی جہاز راں بے نیاز نہیں ہو سکتا۔

[illegible] تاریخ

جغرافیہ وعلم التاریخ کا کیا کہنا کہ اسے تو مسلمانوں کا علم وفن سمجھا جاتا ہے، کیونکہ مسلمانوں ہی نے ایک طرف اگر علم التاریخ کو سنوارا، سدھارا اور سجایا تو دوسری طرف جغرافیائی تحقیق میں اب یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ دنیا میں پہلی بار گلوب (دنیا کا نقشہ) پیش کرنے والے مسلم محقق ہی تھے۔ تاریخ وجغرافیہ کے اندر مسلم علماء میں سے ابن خلدون، ابوریحان البیرونی، مسعودی، بلاذری، طبری اور ابن الندیم وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

یہ ان مختلف مسلم سائنسدان علماء کا مختصر سا خاکہ تھا جنہوں نے ماضی میں مختلف علمی و سائنسی شعبوں میں اپنی بے لوث اور بے ضرر ایجادات سے دنیا کو فائدہ پہنچایا۔ یہ کوئی تفصیل نہیں، بلکہ تقریب فکر کا ایک ذریعہ ہے ورنہ ہمارے مسلم سائنسدانوں کے کارناموں کو پڑھنے کے لئے لائبریریاں درکار ہوں گی۔ اسی لئے ان کی محنتیں کبھی رائیگاں نہ ہوئیں بلکہ یہی محنتیں یورپ کے نام نہاد سائنسی انقلاب کا محرک بھی بنیں اور انہی کی تصانیف سے استفادہ کر کے یورپ نے اپنی سائنسی عمارت کھڑی کی۔ جیسا کہ استاد ڈیٹر کی Dietrici کا کہنا ہے کہ کششِ ثقل کی معرفت اور اس کے اصول کو آئیزوٹوک نیوٹن (اسحاق نیوٹن) سے صدیوں پہلے ابن عمر الرازی، ثابت بن قرۃ اور الخازن بصری پیش کر چکے تھے، بعد میں انہی سے اخذ کر کے نیوٹن نے اپنی دکان چمکائی۔ (الفضل ماشھدت بہ الاعداء)

مسلم یونیورسٹیاں

مسلم سائنسدانوں کی طرح مسلم یونیورسٹیاں بھی ماضی میں علم و دانش کا مینار رہ چکی ہیں، اندلس (موجودہ اسپین) میں مسلمانوں کے دور اقتدار میں صلیبیوں کا ایک بڑا طبقہ وہاں کی یونیورسٹیوں سے مستفید ہو رہا تھا اور بغداد اپنے سقوط سے پہلے تک دنیا کے تمام علماء وحکماء کی آماج گاہ بنا ہوا تھا اور دنیا کے کونے کونے سے طلباء علم حاصل کرنے بغداد کی جامعات میں پہنچتے تھے، اسی لئے مسلمانوں کی کتابوں کے ساتھ بھی اغیار نے یہی رویہ اپنایا۔ یعنی پندرہویں وسولہویں صدی عیسوی تک یورپ کی یونیورسٹیوں میں مسلمانوں کی کتابوں کو پڑھایا جاتا تھا اور یہی کتابیں تمام جدید سائنس کے لئے مصدر و ماخذ بن کر رہ گئیں اور جن کی اچھی خاصی تعداد یورپ کی لائبریریوں میں اور لندن کے میوزموں میں آج بھی موجود ہے جنہیں دیکھ کر علامہ اقبالؒ نے کیا ہی خوب کہا تھا۔

مگر وہ علم کے موتی کتابیں اپنے آباء کی
جو دیکھیں ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سی پارہ

[illegible] علماء

اور ان سب سے بڑھ کر مسلمانوں کے دینی و اجتماعی مسائل میں شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ، امام ابن

باقی صفحہ 10 پر

اسلام اور پاکستان کے خلاف پروپیگنڈا

خطبہ جمعہ

جناب پروفیسر عبدالعظیم جانباز

مسلمانوں کی اس سے بڑی بدقسمتی اور کیا ہوسکتی ہے کہ اس کرہ ارض پر اسلام کے علمبردار وہ لوگ بن بیٹھے ہیں جنکی سفاکیت سے خود سفاکیت بھی پناہ مانگتی ہے۔ جو انسانیت کے کھلے دشمن، جنکی کاروائیاں اسلام کی بدنامی کا باعث بن رہی ہیں۔ اسلام کا نام ایک ایسے مذہب کی صورت میں پیش ہورہا ہے جس میں قتل وغارت گری کے سوا کوئی قابل فخر عنصر نہیں' حالانکہ حقائق اس کے بالکل برعکس ہیں کیونکہ اسلام سراپا رحمت ہے۔ امریکہ اور یورپ اسی بے رحمانہ رویوں والے اسلام کو دنیا کے سامنے پیش کر کے اسلام کو بدنام بھی کر رہے ہیں اور اس سے دنیا کو متنفر بھی۔ امریکہ اور یورپ کو بخوبی علم ہے کہ اسلام اس وقت دنیا میں سب سے زیادہ سرعت سے پھیلنے والا مذہب ہے جس کا مقابلہ دنیا کا کوئی دوسرا مذہب نہیں کر سکتا۔ لہٰذا اس کے پھیلاؤ کو روکنے کا یہی ایک طریقہ باقی بچا تھا کہ اسے اتنا بدنام کردو کہ اس کا پھیلاؤ خود بخود ہی رک جائے۔ تحریک طالبان پاکستان نے جس کام کا بیڑہ اُٹھایا ہوا ہے وہ اسلام کی بدنامی کا باعث بن رہا ہے اور دشمن کے خوابیدہ عزائم کی تکمیل کر رہا ہے۔

تحریک طالبان پاکستان کا اسلام سے محبت کا دعویٰ جھوٹ کے پلندے کے سوا کچھ بھی نہیں۔ معصوم بچوں کو تہہ تیغ کر دینا کون سا اسلام ہے جسے سمجھانے کی ہمیں کوشش کی جارہی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ تحریک طالبان پاکستان چند دہشت گرد لوگوں کا ٹولہ ہے جس کا خاتمہ وقت کی اولین ترجیح ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اس دھرتی پر ظلم وعدوان کی پہچان بن کر اس دھرتی پر بوجھ بن چکے ہیں لہٰذا اس بوجھ سے دھرتی کا پاک کیا جانا ضروری ہے۔ اس میں کسی کو کوئی شک وشبہ نہیں ہونا چاہیے کہ بھارت، اسرائیل اور امریکہ پاکستان کے جوہری پروگرام سے خائف ہیں اور پاکستان کو ہر حال میں اس اعزاز سے محروم کرنا چاہتے ہیں۔

تحریک طالبان پاکستان کو ان تینوں ممالک کی نہ صرف غیر علانیہ حمایت حاصل ہے بلکہ ان ممالک سے فنڈز اور امداد بھی ملتی رہتی ہے۔ وہ ان کے جاسوس، کارندے، ان کا ہراوّل دستہ ہیں اور پاکستان کو غیر مستحکم کرنا ان کے ایجنڈے کا نقطۂ ماسکہ ہے۔ بھارت کو بخوبی علم ہے کہ پاکستان کو اس وقت تک نیچے نہیں لگایا جاسکتا جب تک اس کے پاس جوہری پروگرام ہے لہٰذا ایسا راستہ اختیار کیا جائے جس سے پاکستان جوہری پروگرام سے محروم ہو جائے۔ اس کا آسان طریقہ یہی تھا کہ اسے دہشت گردی کی ایسی دلدل میں پھنسا دیا جائے جہاں پر اس کا اپنا تشخص، استحکام اور وجود سوالیہ نشان بن جائے اور دنیا کو یہ واویلا کرنے کا بہانہ مل جائے کہ پاکستان کے جوہری پروگرام سے امن عالم کو خطرہ ہے لہٰذا اسے رول بیک کیا جائے' اس طرح کے خطرات کئی دفعہ پہلے بھی منظر عام پر آچکے ہیں' لیکن اس میں اس اتحاد ثلاثہ کو ابھی تک کامیابی نہیں ملی۔ لیکن یہ پروپیگنڈہ اگر اسی طرح جاری رہا تو کچھ بعید نہیں کہ نوبت ان کی کامیابی تک بھی پہنچ جائے۔ اس طرح کی کامیابی پاکستان کی سب سے بڑی بدقسمتی ہوگی کیونکہ اس سے پاکستان کے وجود پر سوالیہ نشان لگ جائے گا۔ پاکستان کے سرحدی علاقوں پر بھارتی اشتعال انگیزی بھی اسی بات کا عندیہ دے رہی ہے کہ وہ پاکستام پر اپنا دباؤ بڑھانا چاہتا ہے جس سے فوج اندرونی امن وامان سے اپنی توجہ ہٹالے۔

> **پاکستانی ریاست اسلام کے نام پر بنی تھی لہٰذا پاکستان کیلئے بھارتی بالا دستی کو تسلیم کر لینا ممکن نہیں۔ نظریے کا یہی فرق دونوں ممالک کے درمیان نزاع کی بنیادی وجہ ہے۔**

اس میں کوئی شک نہیں کہ اس وقت پاکستان اندرونی وبیرونی دشمنوں کی زد میں ہے۔ اسے ایک طرف دہشت گردی کا سامنا ہے تو دوسری طرف بھارت کے توسیع پسندانہ عزائم اسے دباؤ میں رکھے ہوئے ہیں۔ ایک وقت تھا کہ پاکستان اپنی مغربی سرحدوں سے خود کو محفوظ تصور کرتا تھا لیکن اب صورتحال یہ ہے کہ مغربی سرحدیں بھی غیر محفوظ ہیں اور مشرقی سرحدوں سے بھارت اپنی معاندانہ کاروائیوں سے پاکستان کو غیر مستحکم کر رہا ہے۔ جنوب مغربی ایشیاء کے سارے ممالک بھارتی بالادستی کے سامنے خود کو سرنگوں کر چکے ہیں اور بھارت پاکستان سے بھی ایسی ہی توقع رکھتا ہے۔ لیکن خدائے واحد کے سامنے جھکنے والی قوم ہندو بنیئے کے سامنے کیسے سرنگوں ہو جائے۔ اس نے تو علیحدہ پاکستان بنایا ہی اس لئے تھا کہ ہندوؤں کی عددی اکثریت سے جان چھوٹ جائے اور ایک علیحدہ اسلامی ریاست میں اسلامی اقدار اور اصولوں کے مطابق ایک انصاف پسند معاشرہ قائم کیا جائے۔ اگر اتنی قربانیوں کے بعد بھی پرنالہ وہیں پر ہی گرنا تھا تو آزادی کی ساری جنگ کا مقصد کیا تھا؟

پاکستانی ریاست اسلام کے نام پر بنی تھی لہٰذا پاکستان کیلئے بھارتی بالا دستی کو تسلیم کر لینا ممکن نہیں۔ نظریے کا یہی فرق دونوں ممالک کے درمیان نزاع کی بنیادی وجہ ہے۔ بھارتی قیادت اکھنڈ بھارت کا خواب دیکھ رہی ہے جس میں پاکستان کے وجود کو مٹانا شامل ہے۔ بھارت تو اب بھی ببانگ دہل یہ اعلان کرتا رہتا ہے کہ ہمیں زمین پر کھینچی گئی مصنوعی انسانی لکیروں کو مٹا کر ایک ہو جانا چاہئے کیونکہ ہم صدیوں سے ایک تھے۔ ہمارے درمیان تقسیم کی ہر لکیر عارضی ہے جسے ایک دن مٹ کر رہنا ہے۔ دونوں ممالک کے عوام باہم ملنا چاہتے ہیں جس کیلئے بھارتی ثقافتی طائفے پاکستان میں آکر اس قسم کے خیالات کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ لیکن وہ بھول جاتے ہیں کہ جو ریاستیں مذہب کے نام پر وجود پذیر ہوتی ہیں وہ اپنے نظریے پر ہی قائم رہتی ہیں۔ ان کیلئے آرٹ، موسیقی، کلچر اور فلم کی طاقت مذہب کی طاقت کے سامنے نہیں ٹھہر سکتی کیونکہ مذہب کی طاقت کے سامنے کسی بھی شے کا ٹھہرنا ممکن نہیں ہوتا۔

ہندوؤں کی یہ خواہش ہے کہ پاکستان کے خلاف سازشیں جاری رہیں اور پاکستان کو انتہائی کمزور کر کے اسے تقسیم کر دیا جائے۔ اللہ کے فضل وکرم سے ان کی یہ ناپاک خواہش ایک حسرت کی شکل میں اس کا مقدر بنی رہے گی۔ پاکستانی قوم اپنا تن من دھن لٹا کر بھی سونی دھرتی کی حفاظت [illegible] ہر جانب اُٹھنے والی ہر

غلط آنکھ کو پھوڑ کر رکھ دے گی۔ دہشت گرد جتنی کوشش بھی کر کے دیکھ لیں، شکست ان کا مقدر ہو گی کیونکہ قومیں دہشت سے نہیں بلکہ نظریے سے زندہ رہتی ہیں۔ دہشت گردی سے لوگوں کو ہراساں تو کیا جاسکتا ہے لیکن ڈرایا نہیں جا سکتا کیونکہ زندہ قومیں اپنے وجود کیلئے اپنے لہو کا خراج دیا کرتی ہیں۔ پشاور آرمی پبلک سکول کے ننھے فرشتوں کا لہو اس دھرتی کیلئے ایسی قربانی ہے جو اس دھرتی کے باسیوں میں جرأت و ہمت کے جذبوں کو سدا جوان رکھے گی۔ وقت گزر جائے گا لیکن ان کے لہو کی عظمت کبھی ماند نہیں پڑے گی کیونکہ ننھے فرشتوں کی قربانی دربارِ خداوندی میں مستجاب ہو چکی ہے۔ ننھے فرشتوں کی یہی قربانی پاکستانی قوم کے اتحاد، استحکام اور بقاء کی ضمانت بنے گی۔ پاکستانی قوم اپنے اتحاد و یکجہتی سے اسلام کے خلاف ہر ناپاک سازش کو ناکام و نامراد بنا کر دکھائے گی کیونکہ اس کی پشت پر دہشت گردی کی زد میں آنے والے غیور عوام کا لہو جگمگا رہا ہے۔ دہشت گردی کے خلاف پاک آرمی کا (ضربِ عضب) اپریشن ضرور اپنا رنگ لائے گا۔

بیرونی سازشوں اور اندرونی خلفشاروں کے پیش نظر آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمیں اپنی صفیں درست کرنا ہوں گی اور (تمام تر اختلافات کے باوجود جو ایک فطری عمل ہے) ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچنے کی بجائے ایک دوسرے کو حوصلہ دینا ہو گا۔ ہمیں دوسروں کے نظریات اور عقائد کا اتنا ہی احترام کرنا ہو گا جتنا ہم اپنے نظریات کا کرتے ہیں۔ معاشرے میں رواداری اور برداشت کو فروغ دینا ہو گا اور اُسکی ابتداء اپنے آپ سے کرنا ہو گی۔ دہشت گردی اور قتل عام سے ڈر کر خاموشی اختیار کرنے کے بجائے اس ظلم و زیادتی کے خلاف ہر فورم پر آواز بلند کر کے ہمیں اپنے زندہ ہونے کا ثبوت دینا ہو گا۔

ہمیں ہر حال میں مذہبی شدت پسندی کی حوصلہ شکنی کرنا ہو گی اور ایسے عناصر کا راستہ روکنا ہو گا جو معاشرے کو منافرت اور عدم برداشت کی طرف لے جا رہے ہیں۔ مجھے اُمید ہے کہ اگر ہم ایسا کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو ہم بے شک دہشت گردی کو جڑ سے ختم نہ بھی کر سکیں، لیکن ایک ایسی سوچ اور شعور کی بنیاد ضرور ڈال سکتے ہیں جو ہماری نئی نسل کو دہشت گردی سے پاک ماحول فراہم کرنے میں معاون ثابت ہوں۔

قطر کے ڈپٹی چیئرمین برائے سپریم کورٹ کی آمد

⊙ جامعہ سلفیہ گذشتہ ساٹھ سال سے فروغ دین کے لیے کوشاں ہے۔ اس کا مقصد کتاب وسنت کی سربلندی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جامعہ سلفیہ اپنے مشن پر گامزن اور دن رات ترقی کر رہا ہے۔ اب تک ہزاروں طلباء علماء فارغ التحصیل ہو کر ملک و بیرون ملک کتاب وسنت کی سربلندی کے لیے سرگرم ہیں۔ جامعہ سلفیہ میں درس نظامی کے ساتھ ساتھ مختلف شعبہ جات موجود ہیں۔ ان میں سے ایک شعبہ تجوید وقراءات کا ہے۔ جس سے ہر سال بیسوں قراء کرام فارغ التحصیل ہو رہے ہیں۔ جامعہ ان کے اعزاز میں ایک تقریب سعید منعقد کرتا ہے جس میں بطور مہمان خصوصی بیرون ممالک سے علماء کو دعوت دی جاتی ہے۔ اس سال یہ تقریب 16 نومبر 2016 بروز بدھ منعقد ہوئی جس میں قطر سپریم کورٹ کے ڈپٹی چیف جسٹس جناب ثقیل بن سایر الشمری بطور مہمان خصوصی، قطر ہی سے قاری عبیداللہ غازی، مکتب الدعوہ اسلام آباد سے جناب ابراہیم خلیل الفضلی اور استاذ الاساتذہ فضیلۃ الشیخ قاری ابراہیم میر محمدی بھی تشریف لائے۔ اس موقع پر جناب قاری ابراہیم میر محمدی نے طلباء سے آخری سبق سنے۔ تقریب کا آغاز ظہر کی نماز کے متصل بعد ہوا۔ تلاوت قرآن مجید کی سعادت قاری ابراہیم میر محمدی حفظہ اللہ نے حاصل کی۔ پرنسپل ادارہ چودری محمد یٰسین ظفر نے افتتاحی کلمات پیش کیے اور تمام مہمانان گرامی قدر کو جامعہ آمد پر اھلاً وسھلاً ومرحبا خوش آمدید کہا۔ استاد الجامعہ الدکتور جناب عتیق الرحمٰن صاحب نے سپاسنامہ پیش کیا اور مہمانان گرامی قدر کو جامعہ کا تعارف کروایا۔ پھر فارغ التحصیل ہونے والے دو طلبہ نے اپنی مسحور کن آواز کے ساتھ مختلف قراءات میں اپنا آخری سبق سنایا۔ اس کے بعد طلبہ نے مہمان خصوصی جناب ثقیل بن سایر الشمری حفظہ اللہ کے ہاتھوں اسناد اور تحائف وصول کیے۔ پھر طلبہ کی جانب سے شعبہ تجوید کے اساتذہ قاری ریاض احمد اور قاری عنایت اللہ کی خدمت میں یادگاری شیلڈ پیش کی گئی۔ اس کے بعد صدر جامعہ جناب الحاج بشیر احمد نے مہمان خصوصی کو جامعہ کی طرف سے یادگار شیلڈ پیش کی۔ مہمان خصوصی نے طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اس وقت دنیا بدامنی کا شکار جگہ جگہ قتل وغارت ہو رہی ہے۔ طاقتور کمزور کو کھا رہا ہے۔ عزتیں پامال ہو رہی ہیں۔ اس کی روک تھام کے لیے حکومتیں سنجیدہ کوشش نہیں کر رہیں۔ اور نہ ہی عدالتی نظام کو درست کیا جا رہا ہے۔ اس لیے لوگ بہت سارے فیصلے عدالتوں کے ماوراء کرتے ہیں۔ انہوں نے اہل علم سے گذارش کی کہ فضا کو سازگار بنانے میں اپنا کردار ادا کریں اور لوگوں کی ذہن سازی کریں۔ لوگوں میں شعور پیدا کریں کہ وہ حق وسچ کا ساتھ دیں اور مظلوم کی مدد کریں۔ اس موقعہ پر مہمان خصوصی نے دینی تعلیم کی اہمیت اور افادیت بیان کرتے ہوئے کہا کہ ایمان کی سلامتی، عبادت کی صحیح ادائیگی اور اخلاقیات سے مزین ہونے کے لیے ضروری ہے کہ ہمارے نوجوان دینی تعلیم سے بہرہ مند ہوں۔ یہ تعلیم دنیا میں ایک پروقار زندگی گزارنے کے ساتھ آخرت میں نجات کا ذریعہ بھی ہے۔ آج لوگ تعلیم محض اس لیے حاصل کر رہے ہیں کہ اس کے ذریعے روزگار کمایا جا سکے۔ جبکہ تعلیم کا بنیادی مقصد ایک اچھا انسان بنانا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ قرآن حکیم آسمانی کتاب اور اللہ رب العزت کا کلام ہے جو بنی نوع انسان کی رہنمائی کے لیے نازل ہوا ہے۔ اس کی تعلیم بہت بڑی فضیلت رکھتی ہے۔ یہی وہ کتاب ہے جس کی وجہ سے امت رفعت اور اعلیٰ مقام حاصل کرتی ہے اور اس سے انحراف کی وجہ سے ذلت اور پستی میں چلی جاتی ہے۔ آخر میں پرنسپل جامعہ نے معزز مہمان کا شکریہ ادا کیا اور جامعہ سلفیہ کا تعارف پیش کیا۔

رپورٹ: ابوالحسن معاویہ

اہم اجلاس وتقریب حلف برداری

⊙ جمعیت اساتذہ پاکستان کی مرکزی وصوبائی کابینہ، مجلس شوریٰ اور مجلس عاملہ کی تقریب حلف برداری 18 دسمبر 2016ء بروز اتوار صبح 10 بجے مرکزی دفتر 106 راوی روڈ لاہور میں زیر صدارت پروفیسر حافظ عتیق اللہ عمر صدر جمعیۃ اساتذہ اہل حدیث پاکستان منعقد ہو رہی ہے۔ ذمہ داران سے حلف امیر محترم پروفیسر علامہ ساجد میر، ڈاکٹر حافظ عبدالکریم ناظم مرکزیہ اور ناظم ذیلی تنظیمات ڈاکٹر پروفیسر عبدالغفور راشد لیں گے۔ پروفیسر عبدالرحمٰن لدھیانوی، حافظ آصف مجید، مولانا حسن محمود کیر پوری، مولانا احسان اللہ فاروقی، پروفیسر عبدالستار حامد امیر پنجاب، حاجی عبدالرزاق میاں محمود عباس ناظم پنجاب، حافظ فیصل افضل شیخ صدر AYF پاکستان، پروفیسر عامر صدیقی سیکرٹری جنرل AYF پاکستان، عبدالقدیر فاروقی صدر ASF پاکستان اور میاں محمد عثمان سیکرٹری جنرل ASF پاکستان، محترم بشیر احمد انصاری، حافظ بابر فاروق رحیمی، مہمانان خصوصی ہوں گے۔

ایجنڈا حسب ذیل ہو گا: (۱) تلاوت کلام مجید + نعت رسول مقبول ﷺ (۲) تا حال کارکردگی کا جائزہ (۳) حلف برداری (مرکزی، صوبائی، زونل اور ضلعی) (۴) مالی امور کی سابقہ اور آئندہ ترتیب (۵) رکنیت سازی مہم (۶) رسالہ اہل حدیث کی اشاعت میں جمعیت اساتذہ کا کردار (۷) دیگر امور باجازت صدر مجلس۔

منجانب: پروفیسر عطاء الرحمٰن ظہیر سیکرٹری جنرل پاکستان

0300-9673754 - 0304-9891096

اخبار الجماعۃ

AYF پنجاب کابینہ کی تقریب حلف برداری

⊙ گذشتہ دنوں مرکز اہل حدیث 106 راوی روڈ میں AYF پنجاب کابینہ کی پروقار تقریب حلف برداری منعقد ہوئی۔ تقریب کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے کیا گیا۔ مہمانان خصوصی پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد ناظم ذیلی تنظیمات' حافظ عبدالباسط شیخوپوری ناظم تبلیغ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان تھے۔ حلف برداری سے قبل ڈاکٹر عبدالغفور راشد صاحب نے اپنے خطاب میں کہا کہ AYF کے نوجوانو! تمہارا کام' مسلک' مساجد' مدارس اور اہل حدیث املاک کا تحفظ کرنا ہے اور یوتھ فورس' مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کی ذیلی تنظیم ہے۔ اسے ہر حال میں مرکز 106 راوی روڈ سے وابستہ رہنا ہے۔ حافظ عبدالباسط شیخوپوری نے اپنے خطاب میں AYF کے نوجوانوں کو اپنی جماعتی ذمہ داری کا احساس دلاتے ہوئے کہا کہ جس طرح نماز' روزہ فرض ہے اسی طرح جماعت کے ساتھ وابستگی بھی فرض ہے۔ انہوں نے اپنے خطاب کے دوران شہید ملت علامہ احسان الٰہی ظہیر' اپنے والد گرامی حافظ محمد عبداللہ شیخوپوری اور دیگر اکابرین کا تذکرہ بڑے احسن انداز میں کیا جس سے ہاؤس آبدیدہ ہوگیا اور حافظ شیخوپوری صاحب خود بھی آبدیدہ ہوگئے۔ بعدازاں ڈاکٹر عبدالغفور راشد صاحب نے نومنتخب صدر حافظ سیف اللہ کمیرپوری اور نومنتخب جنرل سیکرٹری حافظ محمد قسیم اور کابینہ سے حلف لیا۔ اجلاس میں پنجاب کے مختلف اضلاع سے AYF کے ذمہ داران تشریف لائے۔

رپورٹ: حافظ توحید الرحمن فیصل' نائب صدر AYF پنجاب

علماء کرام کا علمی اجلاس

⊙ الحمدللہ تعالیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث حویلی لکھا تحصیل دیپالپور ماہانہ تبلیغی واصلاحی پروگرام کا اہتمام کرتی ہے جس میں علاقہ بھر سے علمائے کرام مختلف مقامات پر جا کر بغیر مقامی جماعتوں پر بوجھ بنے پہنچتے ہیں اور عوام کو قرآن وحدیث کی تعلیمات سے روشناس کرتے ہیں۔ اسی سلسلہ سے متاثر ہوکر ہماری جماعت کے مخلص ساتھی مولانا ابتسام الٰہی صاحب' چوہدری قاری کلیم اللہ صاحب' ابوسفیان صاحب نے 3 دسمبر 2016ء بروز ہفتہ علماء ومبلغین کی ضیافت کا اہتمام ضیافت ہوٹل ایم ایم عالم روڈ لاہور میں کیا۔ علاقہ حویلی لکھا سے مولانا ابواسامہ' قاری محمد یحییٰ' قاری محمد شریف' قاری عبدالرحمن صدیقی' قاری مرتضی ظہیر' حافظ اشرف شہزاد سلفی' حافظ احمد فراز' میاں عامر ریاض مانیکا' بھائی محمد ریاض صاحبان' حافظ محمد انس صاحب کی زیرامارت ضیافت ہوٹل پہنچے۔ ضیافت پرتکلف تھی' اللہ تعالیٰ تینوں بھائیوں کی دینی محبت کو قبول فرما کر برکتیں عطا فرمائے اور واپسی پر کھڈیاں ضلع قصور مولانا عبدالرشید راشد صاحب جن کی موٹر سائیکل حادثہ میں دائیں ٹانگ فریکچر ہوئی تھی ان کی تیمارداری کی اور صحت کے لیے اللہ کے حضور دعائیہ کلمات کے ساتھ رخصت لے کر حویلی لکھا کے لیے روانہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔

راقم: قاری محمد یونس' نائب امیر تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ

انا للہ وانا الیہ راجعون!

مولانا محمد رمضان یوسف سلفی انتقال کر گئے

⊙ لاہور (7 دسمبر) پرچہ طباعت کے لیے پریس بھیج رہے تھے کہ افسوسناک خبر ملی کہ معروف اہل قلم مولانا محمد رمضان یوسف سلفی انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ (ادارہ)

حافظ محمد اشرف قمر صاحب کو صدمہ!

⊙ حافظ محمد اشرف قمر صاحب سابق ناظم مرکزی جمعیت اہل حدیث لاہور کے بہنوئی جناب محمد فیاض صاحب مؤرخہ 5 دسمبر 2016ء کو سفاکی کے ساتھ قتل کر دیئے گئے۔ 7 دسمبر بروز بدھ صبح 9 بجے فیروزوالہ جھنگی ضلع گوجرانوالہ میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ حافظ صاحب کے تایا زاد بھائی محترم مولانا عبدالستار صاحب نے بڑی رقت کے ساتھ نماز جنازہ پڑھائی۔ مولانا عبدالرحمن زاہد' مولانا مشتاق فاروقی' مولانا سید محمد یوسف شاہ' حافظ محمد یٰسین طٰہٰ' حافظ محمد یونس کلیم' عبدالغنی محمدی اور حافظ عثمان شاکر سمیت بڑی تعداد میں علماء کرام شریک تھے اور علاقہ بھر سے ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ قارئین کرام کی خدمت میں درخواست ہے کہ شہید کے رفع درجات کے لیے دعا فرمائیں۔

رابطہ: حافظ محمد اشرف قمر 0300-4101107

مولانا حکیم شہباز احمد سلفی انتقال کر گئے

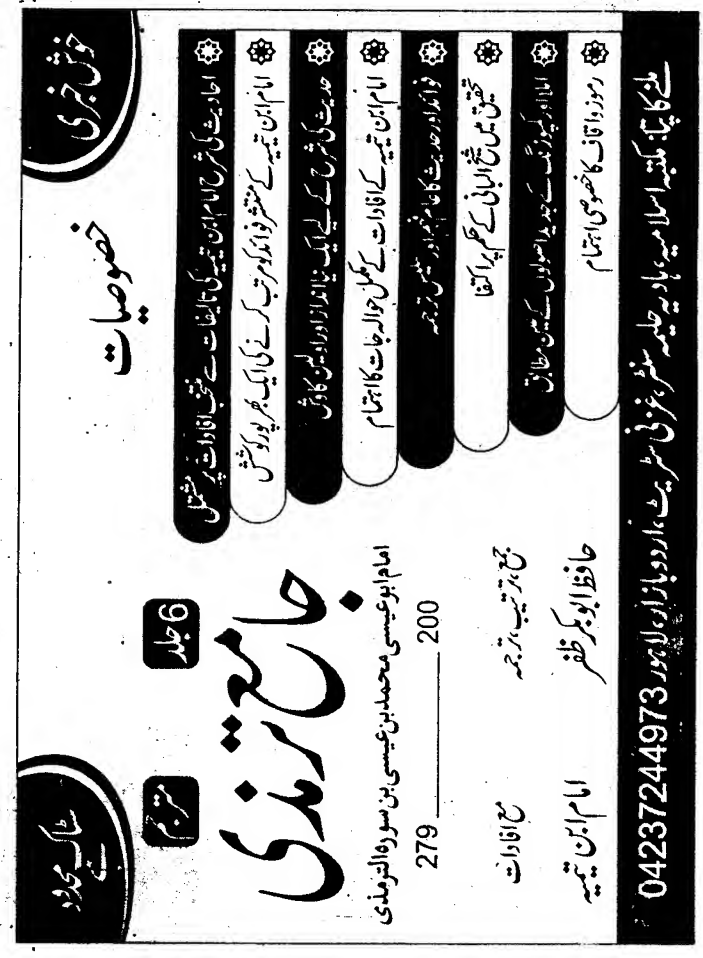
⊙ الشیخ حکیم شہباز احمد سلفی نے جامعہ محمدیہ چوک نیائیں میں 10 سال تک شیخ الحدیث مولانا اسماعیل سلفیؒ کی زندگی میں پڑھایا، سات سال تک مسجد مکرم ماڈل ٹاؤن میں اور پھر آٹھ سال تک جامعہ اسلامیہ سلفیہ نصر العلوم میں اور مزید آٹھ سال تک مرکز الاصلاح نوشہرہ روڈ میں تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ حضرت تقریباً ڈیڑھ سال سے ٹانگ کے فریکچر کے باعث صاحب فراش تھے اور ایک ماہ پہلے آپ کو فالج کا اٹیک ہوا اور بالآخر علم وعمل کا یہ آفتاب گذشتہ اتوار نماز عشاء کے بعد غروب ہوگیا۔ نماز جنازہ کے موقع پر ناظم سٹی صاحبزادہ حافظ محمد عمران عریف نے الشیخ شہباز احمد سلفی کی جماعتی خدمات کو زبردست الفاظ میں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ مولانا کی ساری زندگی مرکزی جمعیت اہل حدیث کے ساتھ وابستگی میں گزری۔ آپ کی علمی و تدریسی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ نماز جنازہ میں امیر پنجاب پروفیسر حافظ عبدالستار حامد، شیخ الحدیث مولانا ارشاد الحق اثری، شیخ الحدیث علامہ فاروق احمد راشدی، شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد امین محمدی، شیخ الحدیث حافظ محمد الیاس اثری، مرکزی نائب ناظم اعلیٰ مولانا محمد صادق عتیق، امیر سٹی پروفیسر قاری محمد سعید کلیروی، پروفیسر ڈاکٹر عبدالرحمان بن مولانا بشیر احمد مرحوم، حافظ اسعد محمود، شیخ الحدیث مولانا عبدالحمید ہزاروی، مولانا حافظ عطاء السلام بن مولانا حافظ محمد یوسف گکھڑوی، میاں محمد جمیل ایم اے، پروفیسر عبدالعظیم جانباز، حافظ امتیاز محمدی، حافظ عبدالشکور شیخوپوری، شیخ الحدیث مولانا عبدالسلام، مولانا محمد عارف اثری، حاجی عبدالرؤوف مغل (ایم پی اے)، ڈسٹرکٹ بار ایسوسی گوجرانوالہ کے وکلاء اور احباب جماعت کی کثیر تعداد بھی شریک جنازہ تھی' اس کے علاوہ تمام مدارس کے اساتذہ اور طلبہ نے بھی جنازہ میں شرکت کی۔

منجانب: محمد ابرار ظہیر' صوبائی سیکرٹری اطلاعات

⊙ ڈاکٹر حافظ نثار مصطفیٰ (پی ایچ ڈی) فاضل علوم اسلامیہ خطیب مرکزی جامع مسجد محمدی اہل حدیث مین بازار اگوکی ضلع سیالکوٹ کے والد محترم حاجی محمد بوٹا 23 نومبر 2016ء کو رضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! مرحوم انتہائی متقی شخص تھے۔ وصیت کے مطابق حاجی صاحب کی نماز جنازہ ان کے بیٹے ڈاکٹر نثار مصطفیٰ نے پڑھائی۔ ضلع بھر سے علماء کرام' احباب جماعت اور ضلعی انتظامیہ نے نماز جنازہ میں شرکت فرمائی۔ تعزیت کے لیے رابطہ نمبر 0300-6150738

منجانب: محمد الرحمان راشد' خادم علماء اہل حدیث





ضرورت مدرسین

قابل اور محنتی (سلفی) مدرسین کی ضرورت ہے۔

شعبہ درس نظامی

قابلیت: مدرسہ سے سند فراغت (العالیہ)

شعبہ تحفیظ القرآن

قابلیت: حفظ قرآن، قراءات اور تجوید سے واقفیت (اضافی قابلیت)

حسب قابلیت معقول پیکج۔

ہاتھ سے لکھی ہوئی درخواست، ذاتی کوائف اور تعلیمی اسناد کی فوٹو کاپی درج ذیل پتہ پر ارسال کریں۔

الفوز اسلامک سنٹر

بلاک ایکس، ماڈل ٹاؤن، پی او بکس 111، بہاول نگر

Mob. 0333-6319215 - 0332-6391715

Email: alfauz.islamic.centre@gmail.com

عظمت صحابہ کانفرنس

مرکزی جمعیت اہل حدیث ٹیاری کے زیر اہتمام گوٹھ پھل کاکا میں عظمت صحابہ کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ پروگرام کا آغاز حافظ احمد کاکا کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ بعد ازاں مولانا عبدالعزیز کاکا امیر ضلع ٹیاری، مولانا عزیز احمد کاکا اور مولانا احسان اللہ پڑھیار نے مدلل و مفصل خطابات کیے۔ آخر میں مولانا محمد ابراہیم طارق حفظہ اللہ ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث سندھ نے ''مقام صحابہ وعظمت صحابہ'' کے عنوان پر مفصل خطاب کیا۔ پروگرام میں حافظ زبیر احمد کاکا سٹیج سیکرٹری تھے، پروگرام کے بعد مولانا محمد ابراہیم طارق نے ضلع ٹیاری کے ذمہ داران سے تنظیمی امور پر تبادلہ خیالات کیا۔

المرسل: حافظ صلاح الدین کاکا ضلعی ناظم شعبہ نشر واشاعت

عرصہ 47 سال سے مسجدوں کی خدمت میں پیش پیش

مکمل ایمپلی فائر خود تیار کردہ دستیاب ہیں۔

گولڈن

نام ہی کافی ہے

ایمپلی فائیر لاؤڈ سپیکر (رجسٹرڈ)

مساجد کے لئے خصوصی رعایت

امپورٹڈ U.P.S بھی دستیاب ہیں۔

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائیر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

یونٹ، مائیک ہارسٹینڈ اور متعلقہ سپیئر پارٹس اور مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے۔

0300-6430739
055-4213430

چوک نیائیں نزد سٹی کالج گوجرانوالہ

الکرم لاؤڈ سپیکر اینڈ ایمپلی فائر

نام ہی کافی ہے

نئے لاؤڈ سپیکر کی مکمل ورائٹی دستیاب ہے۔

ایمپلی فائیر جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ (نئی ورائٹی)

محمد ذیشان ربانی
0343-6007696

فضل مارکیٹ دوکان نمبر 2 چوک نیائیں گوجرانوالہ

فون نمبرز 055-4212804,4226706-0300-6430029

مساجد اور مدرسوں کیلئے خصوصی رعایت

پروپرائیٹر: ایم اکرام مغل (ماہر مکینک)

سپر سٹار

ایمپلی فائیر لاؤڈ سپیکر اینڈ ساؤنڈ سسٹم

0333-8294645
055-4237974
0312-7343693

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائیر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

یونٹ، مائیک ہارسٹینڈ اور متعلقہ سپیئر پارٹس اور مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے۔

حافظ آباد روڈ چوک نیائیں نزد فضل مارکیٹ گوجرانوالہ

Al-Fatah
Loud Speaker Amplifier

الفتح ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر

نیو ایمپلی فائر کی بہترین ورائٹی دستیاب ہے

ہمارے ہاں نئے و پرانے ایمپلی فائر، یونٹ، مائیک، ہارن، طوطی ہارن، سٹینڈ، U.P.S، کالم سپیکر بازار سے رعائت خریدیں نیز مرمت کوالیفائیڈ مکینک کے پاس تشریف لائیں۔

پروپرائیٹر محمد عثمان

Mob.0321-7432246
Mob:0334-7967107
Ph:055-4230167

نیائیں چوک نزد سٹی کالج گوجرانوالہ

ھو الشافی

گھٹنہ، پٹھوں، گردن، ریڑھ کی ہڈی کا درد اور کھچاؤ وغیرہ ہر قسم کی سوزش، موچ کا شرطیہ و آزمودہ اور مؤثر ترین مکمل علاج، مستحق اور مفلس مریضوں کو مفت دوا دی جائے گی۔ رابطہ کیلئے:

حاجی محمد اسلم 0321-4716326

آٹا چکی شریف کالونی (جھگیاں مشین والیاں) سرگودھا روڈ شیخوپورہ

جوھر نایاب

جدید طبی ریسرچ

مایوس ہونا گناہ ہے۔

بے اولاد حضرات کے لئے قومی شفاخانہ نے 30 سالہ طبی ریسرچ کے بعد ایک ٹانک ''جوھر نایاب'' تیار کیا ہے۔ اسے استعمال کر کے اپنی تازہ رپورٹ کے ساتھ ملیں۔ ان شاء اللہ رپورٹ اچھی ہوگی۔

قومی شفاخانہ نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ

0345-6213064

مؤرخ اسلام حضرت مولانا محمد اسحاق بھٹیؒ کی تصنیفات

- برصغیر میں علم فقہ
- برصغیر میں اسلام کے اولین نقوش
- لسان القرآن
- چہرہ نبوت قرآن کے آئینے میں
- ارمغان حنیف
- میاں فضل حق اور ان کی خدمات
- قصوری خاندان
- اسلام کی بیٹیاں
- صوفی محمد عبداللہ (حالات، خدمات، آثار)
- تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ
- میاں عبدالعزیز مالواڈہؒ
- کاروانِ سلف
- بزم ارجمنداں
- نقوش عظمت رفتہ
- قافلہ حدیث
- ہفت اقلیم
- برصغیر میں اہل حدیث خدام القرآن
- دبستانِ حدیث
- گلستانِ حدیث
- چمنستان حدیث
- برصغیر میں اہل حدیث کی اولیات
- ارمغان حدیث
- مولانا احمد دین گکھڑویؒ
- تذکرہ مولانا غلام رسول قلعویؒ
- گذر گئی گذران (آپ بیتی)
- صدارتی اور استقبالیہ خطبات
- برصغیر میں اہل حدیث کی تدریسی و تنظیمی سرگزشت
- فقہائے ہند پہلی صدی ہجری سے تیرھویں صدی ہجری تک (دس جلدیں)

عربی سے اردو ترجمہ

- الفہرست لابن الندیم
- سیدنا ابوبکر صدیقؓ (محمد حسین ہیکل)
- ریاض الصالحین (ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی الدمشقی)

محمد اسحاق بھٹی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ
208/13 [illegible]
0301-4768918 - 042-3714[illegible]
mishaqbhatti2002@gmail.com

بمقام

جامع مسجد عثمان غنیؓ اہلحدیث

گلشن پارک مغلپورہ لاہور

مرکزی جمعیت اہلحدیث و یوتھ فورس گلشن پارک کے زیر اہتمام

درس قرآن و حدیث تبلیغی و اصلاحی

مولانا عبدالرشید مجاہد آبادی حفظہ اللہ

حافظ محمد عثمان حفظہ اللہ

حافظ ابتسام الٰہی حفظہ اللہ

18 دسمبر 2016ء بروز اتوار بعد از نماز مغرب

حافظ محمد یٰسین طٰہٰ حفظہ اللہ

جناب محمد عاطف صاحب

حافظ محمد زبیر اسلم صاحب

جناب محترم فاضل نوجوان

حضرت مولانا عتیق الرحمٰن صاحب حفظہ اللہ

نائب ناظم تبلیغ مرکزی جمعیت اہلحدیث پنجاب

ارشاد فرمائیں گے

انتظامیہ جامع مسجد عثمان غنیؓ اہلحدیث گلشن پارک مغلپورہ لاہور

0300 4478611

0307-7066139 4110657 0304-0334-4334-4310

عقب اسلامیہ بنک بریس چوک محمدی کالونی نیو ایبٹ روڈ لاہور

علمی تحقیقی و اصلاحی مطبوعات
دل کش و اعلیٰ معیار کے ساتھ

مکتبہ اسلامیہ



جودے علم دوستی کا پیغام

خطبا، دعاۃ اور مبلغین حضرات کے لیے ایک علمی تحفہ
4 جلدیں
زاد الخطیب
ڈاکٹر حافظ محمد اسحاق زاہد

آداب الٰہی اور زمانے کے تقاضوں پر مشتمل شاندار خطبات
معراج الخطیب
فضیلۃ الشیخ عبدالمنان راسخ

علمی و اصلاحی مضامین کا حسین گلدستہ
میزان الخطیب
فضیلۃ الشیخ عبدالمنان راسخ

خطیبانہ انداز میں منفرد تفسیر
خطبات سورۃ فاتحہ
پروفیسر حافظ عبدالستار حامد

خطیبانہ انداز میں منفرد تذکرہ رسول ﷺ
خطبات سیرت مصطفیٰ ﷺ
پروفیسر حافظ عبدالستار حامد

سکول کالج و مدارس کے طلبا کے لیے ایک رہنما کتاب
انعام یافتہ تقریریں
مرتب حافظ عامر مرتضیٰ

منفرد موضوعات اور صحیح واقعات سے مزین خطبات
بستان الخطیب
فضیلۃ الشیخ عبدالمنان راسخ

خطبا اور مبلغین کے لیے نادر تحفہ
2 جلد
دروس المساجد
الشیخ محمد عظیم حاصلپوری حفظہ اللہ

خطبات مدراس
سیرت نبوی ﷺ کے مختلف پہلوؤں پر آٹھ خطبات
تالیف: علامہ سید سلیمان ندوی
تخریج: محمد زبیر صدیقی

بستان الواعظین و ریاض السامعین
حافظ امام جمال الدین ابو الفرج عبدالرحمن ابن الجوزي البغدادي
زیر مولانا سعید احمد چنیوٹی تحریر پروفیسر حافظ محمد اصغر

بورہ فاتحہ سے سورہ نساء پر مشتمل دروس
دروس القرآن
الشیخ محمد عظیم حاصلپوری حفظہ اللہ

نوٹ:
پروفیسر حافظ عبدالستار حامد
کے تمام خطبات
بھی دستیاب ہیں

اپنی کتاب کی عمدہ پرنٹنگ اور مضبوط بائنڈنگ کے لیے بھی مکتبہ اسلامیہ پرنٹنگ پریس کی خدمت حاصل کریں
• قرآن مجید • تفاسیر • احادیث • سیرۃ النبیؐ • تاریخ اسلام • فقہ و فتاویٰ • وفاق المدارس عربی کتب اور دیگر ادبی و اصلاحی کتب خریدنے کے لیے تشریف لائیں

مکتبہ اسلامیہ
لاہور: ہادیہ حلیمہ سینٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور 042-37244973 042-37232369
فیصل آباد: بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد 041-2631204 041-2641204
/maktabaislamia1 www.maktabaislamiapk.blogspot.com maktabaislamiapk@gmail.com Ph 0300-8661763

A product of BMA Pharma

BMA
Since 1952

MAJOON
KABEER
(ZAFRANI)

لیجئے
جسم میں تازگی وتوانائی
کی اک نئی لہر

معجون کبیر (زعفرانی)

Revitalizer, Aphrodisiac

زائل شدہ قوت بحال کر کے جسم کو توانا کرتی ہے
اعصابی کمزوری، طبیعت کا بوجھل پن اور تھکاوٹ دور کرتی ہے
مقوی اعصاب واعضائے رئیسہ ہے
جسم میں چستی اور طاقت پیدا کرتی ہے
زعفران اور دیگر خالص قیمتی نباتاتی اجزاء سے تیار کی جاتی ہے
مضر مابعد اثر سے پاک ہے



نئی امنگ، نئی ترنگ زندگی میں بھرے نیا رنگ

BMA Pharma (Herbal)
1.5 km. Faisalabad Road Okara.
Ph: (044) 2514023, 2514123, Fax: (044) 2523203

BMA
Since 1952

Weekly AHL- E - HADITH
106, Ravi Road Lahore (54000)
E-Mail: weeklyahlehadith@yahoo.com
WEBSITE: www.ahlehadith.org
CPL No 116
Head Office:
Tell. 042-37729933
Fax: 042-37725525
Weekly Ahl-e-Hadith 042-37720257
Paigham T.V: 042-37722876

دجلا ٹریول اینڈ ٹورز (پرائیویٹ) لمیٹڈ

تمام ایئر لائینز کی ٹکٹس اور

حج و عمرہ کیلئے

سپیشل پیکج

دستیاب ہے

PIA | airblue | QATAR AIRWAYS القطرية | Thai Smooth as silk

SAUDI ARABIAN AIRLINES | SHAHEEN AIR | Emirates | الاتحاد ETIHAD AIRWAYS

ادیب الرحمٰن بن یوسف پسروری
0340-4909353
0321-3400005
0313-6233327

ڈیوائن میگا، ایل جی 12
نزد ہنڈا پوائنٹ نیو ایئر پورٹ لاہور
ای میل: dajalatravel@gmail.com